اِقتصادیاتِ اِسلام

(تشکیل جدید)

منہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 042-111-140-140

یوسف مارکیٹ ،غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 042-7237695

www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

www.MinhajBooks.com

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

وَلَا الْتَمَسْتُ غِنَی الدَّارَیْنِ مِنْ یَّدِهٖ

اِلَّا اسْتَلَمْتُ النَّدٰی مِنْ خَیْرِ مُسْتَلَمِ

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

www.MinhajBooks.com

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴-۱-۴ / ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل وایم ۴ / ۷۰-۹۷۰-۳-۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔ا / اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چٹھی نمبر س ت / اِنتظامیہ ۶۳-۸۰۶۱ / ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

www.MinhajBooks.com

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	اِقتصادیاتِ اِسلام (تشکیل جدید)
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
تحقیق و تدوین	:	ڈاکٹر کرامت اللہ
معاوِن	:	حسنین عباس
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	مارچ 2007ء
تعداد	:	1,100
قیمت پریمئر کاغذ	:	380/- روپے

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے آڈیو / ویڈیو کیسٹس، CDs اور DVDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	اِقتصادیاتِ اِسلام (تشکیل جدید)
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
تحقیق و تدوین	:	ڈاکٹر کرامت اللہ
معاوِن	:	حسنین عباس
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	مارچ 2007ء
تعداد	:	1,100
قیمت آرٹ پیپر	:	-/560 روپے

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے آڈیو/ ویڈیو کیسٹس، CDs اور DVDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

اِجمالی فہرست

صفحات	عنوانات
۴۱	❁ پیش لفظ
	باب اوّل
۴۵	اسلامی معاشیات کی اساس اور ارتقاء
	باب دُوُم
۱۳۹	اسلامی نظامِ معیشت کے بنیادی اصول وضوابط
	باب سوُم
۳۰۹	اسلام کا تصورِ ''مال''
	باب چہارُم
۳۴۹	اسلام کا تصورِ ملکیت
	باب پنجم
۴۱۱	اِنفاق فی المال

www.MinhajBooks.com

عنوانات	صفحات
بابِ ششم	
اسلامی معیشت میں امدادِ باہمی اور کفالتِ عامّہ کا نظام	۴۷۳
بابِ ہفتم	
زمین، زراعت اور مزارعت	۵۸۵
بابِ ہشتم	
تجارت، شراکت اور مضاربت	۶۴۱
بابِ نہم	
صنعت اور لیبر پالیسی (قرآن و سنت کے آئینے میں)	۶۹۳
بابِ دہم	
اسلامی معاشی نظام کی تنفیذ	۷۵۳
مآخذ و مراجع	۸۳۵

www.MinhajBooks.com

فہرس

صفحہ	عنوانات
۴۱	❖ پیش لفظ
	باب اوّل
۴۵	**اِسلامی معاشیات کی اساس اور ارتقاء**
۴۷	لفظ معاشیات کی لغوی و اصطلاحی تحقیق
۴۸	معاشیات کا لغوی معنی
۴۸	لفظ معاشیات کی اصطلاحی تعریف
۴۹	اقتصادیات
۵۰	دورِ جدید میں اقتصادیات سے مراد
۵۱	مسلم مفکرین کی آراء میں معاشیات کی تعریف
۵۴	غیر مسلم مفکرین کی آراء میں معاشیات کی تعریف
۵۸	معاشیات کا آغاز و ارتقاء
۵۹	معیشت فطری ضرورت ہے

عنوانات	صفحہ
انسان کی معاشی جدوجہد کا آغاز	۵۹
انسانی حاجات میں اضافہ اور سائنسی ترقی	۵۹
معاشیات کی اقسام	۶۰
۱۔ نظریاتی معاشیات	۶۰
۲۔ اطلاقی یا عملی معاشیات	۶۰
نظریاتی معاشیات کی اقسام	۶۰
۱۔ ایجابی معاشیات	۶۱
۲۔ فلاحی معاشیات	۶۱
ایجابی معاشیات کی اقسام	۶۱
(ا) جزوی معاشیات	۶۱
جزوی معاشیات کے بنیادی مباحث	۶۲
۱۔ نظریہ تقسیم دولت	۶۲
۲۔ نظریہ پیدائش دولت	۶۲
۳۔ نظریہ رویہ صارف	۶۳
۴۔ نظریہ قیمت	۶۳
۵۔ نظریہ توازن	۶۳

www.MinhajBooks.com

صفحہ	عنوانات
۶۳	(۲) کلی معاشیات
۶۴	اسلامی معاشیات کیا ہے؟
۶۵	اسلامی معاشیات کیوں؟
۶۶	(ا) قرآن مجید میں بنیادی معاشی اصطلاحات کا بیان
۶۶	ا۔ معیشت کا ذکر
۶۷	۲۔ رزق کی کفالت
۶۸	۳۔ درجات معیشت
۶۹	۴۔ معاشی عدل
۷۰	۵۔ بخل اور حب مال
۷۲	۶۔ ارتکاز کی ممانعت
۷۳	۷۔ فضول خرچی سے پرہیز
۷۴	۸۔ اعتدال پسندی
۷۴	۹۔ حرمتِ سود
۷۵	۱۰۔ انفاق اور عفو و درگزر
۷۶	۱۱۔ تلاشِ رزق
۷۶	۱۲۔ رزقِ حلال

www.MinhajBooks.com

صفحہ	عنوانات
۷۷	۱۳۔ حرام کی ممانعت
۷۹	۱۴۔ کفالتِ یتامیٰ و مساکین
۸۰	۱۵۔ ممانعتِ ہلاکت اور انفاق و احسان
۸۱	۱۶۔ خوف رزق کے باعث قتلِ اولاد کی ممانعت
۸۱	۱۷۔ مختلف طبقاتِ زندگی کے مابین تفاوت کا خاتمہ
۸۲	۱۸۔ تلاش ذرائعِ دولت وثروت کا وجوب
۸۳	۱۹۔ صاحبِ استطاعت پر کسبِ رزق کا وجوب
۸۴	۲۰۔ مال باعثِ قیام زندگی
۸۵	۲۱۔ اسلامی معاش اور اسلامی اخلاق کا باہم لزوم
۸۶	**(۲) احادیث نبوی ﷺ میں بنیادی معاشی اصطلاحات کا بیان**
۸۷	۲۲۔ اقتصادی اعتدال
۸۷	۲۳۔ فریضہ طلب حلال
۸۸	۲۴۔ محنت اور جائز تجارت
۸۹	۲۵۔ عمدگیٔ اکتسابِ مال
۹۰	۲۶۔ وسائل میں سوسائٹی کی شراکت اور اجتماعی کفالت
۹۱	۲۷۔ قناعت

www.MinhajBooks.com

صفحہ	عنوانات
۹۲	۲۸۔ غربت کا نتیجہ
۹۲	۲۹۔ مال ضائع کرنے کی ممانعت
۹۲	۳۰۔ بہترین کمائی
۹۳	۳۱۔ گداگری کی مذمت
۹۳	۳۲۔ حرمتِ مال اور احترامِ ملکیت
۹۴	**(۳) عہدِ خلافت راشدہ میں معاشیات**
۹۴	۳۳۔ انکارِ زکوٰۃ پر جہاد
۹۵	۳۴۔ زرعی پیداوار میں معاشی حقوق
۹۶	۳۵۔ بیت المال سے حکمران کا مشاہرہ
۹۷	۳۶۔ کسبِ معیشت کی تدابیر
۹۸	۳۷۔ غریبوں کی بحالی عزت اور ترغیبِ محنت
۹۹	۳۸۔ زائد دولت میں محتاجوں کا حق
۹۹	۳۹۔ معاشی کفالت میں معاشرتی ضمانت
۱۰۱	۴۰۔ اجتماعی معاشی تعاون
۱۰۱	۴۱۔ فرضیتِ ادائیگی زکوٰۃ
۱۰۲	۴۲۔ جبری محنت کی ممانعت

www.MinhajBooks.com

صفحہ	عنوانات
۱۰۲	۴۳۔ حکام و عمّال کے لئے اقتصادی احکامات
۱۰۳	۴۴۔ٹیکس اور زرعی محصولات
۱۰۴	۴۵۔ تاجروں اور صنعت کاروں کے لئے ہدایات
۱۰۵	(۴) دورِ بنو امیہ کے چند معاشی نظائر
۱۰۶	۴۶۔ اُموی عمال کی مالی پالیسی
۱۰۷	۴۷۔عوامی بہبود پر خرچ کرنے کی تلقین
۱۰۸	۴۸۔ معاشی معاملات میں ایمانداری
۱۰۹	۴۹۔ چونگی و محصولات
۱۱۰	۵۰۔حلال وحرام کی تمیز
۱۱۰	(۵) دورِ بنوعباس کے چند معاشی نظائر
۱۱۱	۵۱۔ بچت کی معیشت
۱۱۱	۵۲۔طلبِ حلال کی ترغیب
۱۱۱	۵۳۔صدقہ کرنے کی حوصلہ افزائی
۱۱۱	۵۴۔ اسراف سے پرہیز
۱۱۲	۵۵۔ اسلامی معاشی علوم کی ترویج و اشاعت
۱۱۳	۵۶۔ دفینوں کی حوصلہ شکنی

www.MinhajBooks.com

صفحہ	عنوانات
۱۱۳	۵۷۔ بچت کی حوصلہ افزائی
۱۱۴	(۶) اسلامی اندلس کے چند معاشی نظائر
۱۱۴	۵۸۔ زراعت کا فروغ
۱۱۵	۵۹۔ آبپاشی کی طرف توجہ
۱۱۵	۶۰۔ زرعی آلات کا استعمال
۱۱۶	۶۱۔ زرعی تحقیق
۱۱۶	۶۲۔ نظامِ محاصل کی اصلاح
۱۱۸	۶۳۔ ٹیکسٹائل کی ترقی
۱۱۸	۶۴۔ سرامک انڈسٹری کا فروغ
۱۱۹	۶۵۔ تجارت کا فروغ
۱۲۰	۶۶۔ ملکی اور غیر ملکی تجارت
۱۲۱	(۷) ابتدائی مسلم مفکرین اور معاشیات پر ان کی کتب
۱۲۲	۱۔ امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ) ''کتاب الخراج''
۱۲۳	۲۔ یحییٰ بن آدم القرشی (م ۲۰۳ھ) ''کتاب الخراج''
۱۲۳	۳۔ ابو عبید القاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ) ''کتاب الاموال''
۱۲۴	۴۔ قدامہ بن جعفر (م ۳۳۷ھ) ''کتاب الخراج''

www.MinhajBooks.com

عنوانات	صفحہ
۵۔ ابوجعفر الداؤدی (م ۴۰۲ھ) ''کتاب الاموال''	۱۲۴
۶۔ ابونصر الفارابی (م ۹۵۰ء)	۱۲۵
۷۔ علی بن محمد الماوردی (م ۴۵۰ھ)	۱۲۵
۸۔ امام غزالی (م ۵۰۵ھ)	۱۲۵
۹۔ علامہ ابن خلدون (م ۸۰۸ھ)	۱۲۶
۱۰۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)	۱۲۷
اسلامی معاشیات اور غیر اسلامی معاشیات میں فرق	۱۲۹
اسلامی تصور کی فوقیت	۱۳۰
دورِ جدید میں علم معاشیات کی ضرورت اور اہمیت	۱۳۲
۱۔ ذہنی تعمیر و ترقی میں مدد	۱۳۳
۲۔ تعمیری اور ٹھوس انداز فکر کے لئے راہنمائی	۱۳۴
۳۔ خطرات سے آگاہی	۱۳۴
۴۔ وسائل کا بہترین استعمال	۱۳۴
۵۔ ذمہ دار اور باشعور شہری کی تخلیق	۱۳۵
۶۔ حکومت کی راہنمائی	۱۳۵
۷۔ سیاسی لیڈروں کی راہنمائی	۱۳۵

www.MinhajBooks.com

عنوانات	صفحہ
۸۔ باہمی ہم آہنگی	۱۳۶
۹۔ مزدوروں کی راہنمائی	۱۳۶
۱۰۔ افلاس و غربت سے نجات	۱۳۶
۱۱۔ دولت کی مساویانہ تقسیم	۱۳۷
۱۲۔ سرمایہ اور محنت میں توازن	۱۳۷
۱۳۔ بین الاقوامی معیشت سے واقفیت	۱۳۷
۱۴۔ اصول و نظریات سے واقفیت	۱۳۷
باب دوم	
اِسلامی نظامِ معیشت کے بنیادی اصول و ضوابط	**۱۳۹**
اسلامی معیشت کے بنیادی اصول و ضوابط	۱۴۳
فصل اوّل:	
ملکیتِ اموال سے مراد صرف امانت و نیابت ہے	**۱۴۵**
۱۔ ملکیتِ خداوندی	۱۴۷
۲۔ ملکیتِ اموال کا مفہوم	۱۴۹
۳۔ مال انسانی زندگی کی بقاء و استحکام کا ضامن ہے	۱۵۰

www.MinhajBooks.com

عنوانات	صفحہ
۴۔ آباد کار ہی مردہ زمین کا مالک ہوگا	۱۵۱
۵۔ ملکیتِ مال کے دو پہلو	۱۵۳
۶۔ احتکار و اکتناز عذاب الٰہی کا باعث ہے	۱۵۴
۷۔ ملکیت اموال حقیقت میں معاشی خلافت ہے	۱۵۶
۸۔ ملکیت میں انسان کا امانتی کردار	۱۶۱
فصل دوم:	
زمین اور اس کی پیداوار میں اصلاً تمام انسانوں کا حق ہے	۱۶۳
۱۔ زمین کی تحدید اور تقسیم	۱۶۸
۲۔ ضرورت سے زائد زمین پر حسبِ ضرورت حکومتی تصرف کا حق	۱۶۹
فصل سوم:	
جملہ اموال میں حاجت مندوں کا شرعی حق ہے	۱۷۱
(۱) مالِ وراثت میں غرباء کا شرعی حق	۱۷۵
(۲) ادائیگی زکوٰۃ سے حکمِ انفاق ساقط نہیں ہوتا	۱۷۶

www.MinhajBooks.com

عنوانات	صفحہ
(۳) غرباء کے معاشی حق کی ادائیگی اصل دینداری ہے	۱۷۸
(۴) سرمایہ دارانہ ذہنیت قرآنی فکر سے متصادم ہے	۱۸۰
فصل چہارم:	
اصل رزق اور بنیادی حق المعاش میں تمام انسان برابر ہیں	**۱۸۵**
(۱) اصل رزق میں برابری اور درجات رزق میں تفاوت	۱۸۹
(۲) حاصلِ کلام	۱۹۲
فصل پنجم:	
بنیادی حق المعاش کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری ہے	**۱۹۵**
(۱) بنیادی حق المعاش کیا ہے؟	۲۰۰
(۲) بنیادی حق المعاش کی مساوی فراہمی کا حکم	۲۰۲
فلیعد به کا انقلابی فلسفہ	۲۰۳
(۳) حق المعاش کی فراہمی تقاضائے ایمان ہے	۲۰۶

www.MinhajBooks.com

عنوانات	صفحہ
(۴) معاشی مساوات اور نیک حکمران	۲۰۷
(۵) موجودہ حالات میں سنگین معاشی صورت حال اور اس کا تدارک	۲۰۹
(۶) قرض چھوڑ کر مرنے والے کی ریاست پر ذمہ داری	۲۱۰
(۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتصادی اصلاحات کی چند مثالیں	۲۱۱
فصل ششم:	
حرام ذرائع معیشت کا انسداد	**۲۱۵**
۱۔ أکلِ حرام	۲۱۸
۲۔ خیانت	۲۱۸
۳۔ رشوت	۲۱۹
۴۔ امراء و حکام کو تحائف	۲۲۱
۵۔ سودی لین دین	۲۲۲
۶۔ معاشرتی برائیاں	۲۲۵
۷۔ قحبہ گری و عصمت فروشی	۲۲۶
۸۔ چوری، لوٹ مار، دھوکہ اور ظلم و غصب	۲۲۷

www.MinhajBooks.com

عنوانات	صفحہ
۹۔ اخسارِ میزان اور احتکار	۲۲۷
۱۰۔ گداگری	۲۲۸
فصل ہفتم:	
صَرف اور خرچ میں اعتدال قائم رکھنا شرعی فریضہ ہے	۲۳۱
نظامِ مصارف کی درجہ بندی	۲۴۳
۱۔ حاجات	۲۴۳
۲۔ ضروریات	۲۴۳
۳۔ تسہیلات	۲۴۴
۴۔ تحسینات وتزئینات	۲۴۴
۵۔ اسرافات وتعیّشات	۲۴۴
۶۔ تبذیرات	۲۴۴
فصل ہشتم:	
ہر شہری کے لئے حتی المقدور کسبِ معاش ضروری ہے	۲۴۵

عنوانات	صفحہ
فصل نہم:	
کفالتِ عامہ کے نظام کا اجراء و تنفیذ ریاست کا فریضہ ہے	۲۵۳
فصل دہم:	
احتکار و اکتناز کا انسداد	۲۶۹
فصل یازدہم:	
اجتماعی مفاد کو انفرادی مفادات پر ترجیح حاصل ہے	۲۹۳
فصل دوازدہم:	
غیر سودی معیشت کا قیام	۲۹۹
۱۔ سودی معیشت کی شرعی ممانعت	۳۰۱
۲۔ سودی معیشت کے روحانی و اخلاقی نقصانات	۳۰۵
۳۔ سودی معیشت کے معاشرتی و تمدنی نقصانات	۳۰۵
۴۔ سودی معیشت کے سیاسی نقصانات	۳۰۶
۵۔ سودی معیشت کے معاشی نقصانات	۳۰۶

عنوانات	صفحہ
باب سوم	
اسلام کا تصورِ ’’مال‘‘	۳۰۹
لغوی معنی	۳۱۱
اسلامی تصورِ مال	۳۱۴
۱۔ تمام مال ملکیتِ الٰہیہ ہے	۳۱۴
۲۔ انسان مال کا امین ہے	۳۱۶
۳۔ اکتسابِ مال	۳۱۶
۴۔ اکتسابِ مال کے مقاصد	۳۲۱
۵۔ اکتسابِ مال کا طریقۂ کار	۳۲۳
۶۔ صرفِ مال	۳۲۶
۷۔ بخل اور اِسراف وتبذیر سے اِجتناب	۳۳۳
۸۔ اِقتصاد و اِعتدال کا حکم	۳۳۶
۹۔ مال کی پس اندازی	۳۳۹
۱۰۔ مال ذریعہ ہے منزل نہیں	۳۴۳
۱۱۔ ضیاعِ مال کی ممانعت	۳۴۵

عنوانات	صفحہ
بحث کا خلاصہ	۳۴۷
باب چہارُم	
اسلام کا تصورِ ملکیت	۳۴۹
معاشی مسئلہ	۳۵۱
معاشی مسئلہ کی سہ جہتی اہمیت	۳۵۳
تصورِ ملکیت	۳۵۴
۱۔ ملکیت کی لغوی تحقیق	۳۵۶
۲۔ مفہومِ ملکیت	۳۵۷
۳۔ ملکیت کی تعریف	۳۵۷
۴۔ مالک اور ملکیت میں افادیت کا پہلو	۳۵۷
۵۔ بالقوہ افادیت اور بالفعل افادیت	۳۶۱
۶۔ علّتِ ملکیت	۳۶۱
۷۔ حقِ انتفاع کی حقیقت	۳۶۳
۸۔ حقِ تملّک کی حقیقت	۳۶۶
(ا) حقِ تملک قرآن مجید کی روشنی میں	۳۶۷

عنوانات	صفحہ
(۲) حقِ تملّک احادیث کی روشنی میں	۳۷۰
(۳) حقِ تملّک: فقہ اسلامی میں	۳۷۱
۹۔ انفرادی حقِ ملکیت	۳۷۱
۱۰۔ حقِ ملکیت کی صحت و مشروعیت کی شرائط	۳۷۲
۱۱۔ زائد از ضرورت مال کی شرعی حیثیت	۳۷۷
۱۲۔ حقِ تملّک اور حقِ انتفاع میں فرق	۳۷۸
۱۳۔ ارتکازِ دولت کی حیثیت	۳۸۸
تحدیدِ ملکیت	۳۹۰
تحدیدِ ملکیت کے منافی نقطہ نظر رکھنے والوں کے دلائل اور ان کا رد	۳۹۲
بحث کا ماحصل	۴۰۹
بابِ پنجم	
انفاق فی المال	۴۱۱
معنی اور حقیقتِ موضوع	۴۱۳
قرآن مجید اور حدیثِ مبارکہ میں انفاق فی المال کا حکم	۴۱۳
حکمِ انفاق کی دو سطحیں	۴۲۳

عنوانات	صفحہ
اِنفاقِ واجبہ اور اِنفاقِ نافلہ میں اِمتیاز	۴۲۸
نصابِ انفاق اور حدِ انفاق کا مسئلہ	۴۲۹
اِنفاق اصلاً نصاب سے ماوراء ہے	۴۲۹
انفاق اصلاً تحدید سے ماوراء ہے	۴۳۱
انفاق میں غناءِ مال اور غناءِ نفس کا امتیاز	۴۳۷
انفاق فی المال کی مختلف جہات	۴۳۸
۱۔عملِ انفاق تزکیۂ مال کا باعث ہے	۴۴۰
۲۔عملِ اِنفاق تزکیۂ نفس کا باعث ہے	۴۴۲
۳۔''اِنفاق فی المال ہی برّ وتقویٰ کی اساس ہے	۴۴۳
حصولِ بر کے لئے عملِ انفاق	۴۴۵
سورۃ البقرۃ میں متقین کی تعریف	۴۴۷
۴۔عملِ انفاق اجابتِ دعا کا باعث ہے	۴۴۹
۵۔عملِ انفاق تصدیقِ دین ہے اور ترکِ انفاق تکذیبِ دین	۳۵۳
۶۔سورۃ الماعون اور حقیقتِ انفاق	۴۵۶
۷۔معاشی بحالی کی جدوجہد ہی روحِ نماز ہے	۴۶۱

صفحہ	عنوانات
۴۶۶	۸۔ غرباء کے معاشی حقوق کی ادائیگی اصل دینداری ہے
۴۶۸	۹۔ عملِ انفاق ہی رضائے الٰہی کی حقیقی اساس ہے
۴۷۱	۱۰۔ انفاق فی المال کے معاشی ثمرات
	باب ششم
۴۷۳	**اِسلامی معیشت میں امدادِ باہمی اور کفالتِ عامّہ کا نظام**
۴۷۵	امدادِ باہمی
۴۷۶	(ا) تقویٰ
۴۷۷	(ب) اثم
۴۷۹	(ج) برّ
۴۸۰	(د) عدوان
۴۸۱	(ا) اسلام میں باہمی معاشرتی تعاون
۴۸۳	باہمی معاشرتی تعاون کی اقسام
۴۸۴	۱۔ باہمی سیاسی تعاون
۴۸۵	۲۔ باہمی دفاعی تعاون
۴۸۷	۳۔ باہمی تعزیری تعاون

عنوانات	صفحہ
۴۔ باہمی اخلاقی تعاون	۴۸۸
۵۔ باہمی علمی تعاون	۴۹۰
(۲) اسلام میں باہمی معاشی تعاون	۴۹۱
باہمی معاشی تعاون پر چند احادیث	۴۹۲
کفالتِ عامہ	۴۹۹
۱۔ انفرادی کفالت	۵۰۰
۲۔ اجتماعی کفالت	۵۰۳
معاشی کفالت کا تصور قرآن و حدیث کی روشنی میں	۵۰۵
مختلف طبقاتِ معاشرہ کی کفالت	۵۲۲
معاشی کفالت کا دائرہ کار	۵۳۰
۱۔ حقِ خوراک	۵۳۱
۲۔ حقِ لباس	۵۴۶
۳۔ حقِ رہائش	۵۴۹
۴۔ حقِ معاش (روزگار)	۵۵۱
۵۔ حقِ تعلیم	۵۶۰
۶۔ حقِ علاج	۵۶۵

www.MinhajBooks.com

عنوانات	صفحہ
طبی سہولیات کی فراہمی کا حق	۵۶۷
مغربی قانون اور طبی سہولیات کا حق	۵۶۹
۷۔ حقِ انصاف	۵۷۱
(۱) قانونی مساوات کا حق	۵۷۲
(۲) حصولِ اِنصاف کا حق	۵۷۵
(۳) آزادانہ سماعت کا حق	۵۸۰
(۴) دوسروں کے جرائم سے برأت کا حق	۵۸۲
(۵) صفائی پیش کرنے کا حق	۵۸۳
بابِ ہفتم	
زمین، زراعت اور مزارعت	**۵۸۵**
زمین (Land)	**۵۸۷**
تعریف	۵۸۷
اہمیتِ زمین	۵۸۷
زمین بحیثیت عاملِ پیدائش	۵۹۴
اقسامِ اراضی	۵۹۴

www.MinhajBooks.com

صفحہ	عنوانات
۵۹۵	ملکیتِ زمین کے احکام
۵۹۵	ا۔ اسلام قبول کرنے والے لوگ
۵۹۸	۲۔ معاہدہ کرنے والے لوگ
۵۹۹	۳۔ وہ لوگ جو بذریعہ جنگ مغلوب ہوئے
۶۰۱	موات، خالصہ اور اقطاع زمینیں
۶۰۲	اراضی موات کے بارے میں فرمان نبوی ﷺ
۶۰۳	اراضی خالصہ کے بارے میں طرزِ عمل
۶۰۴	اراضی کے حقِ ملکیت پر انتباہ
۶۰۸	**زراعت (Agriculture)**
۶۰۹	(۱) قرآن مجید میں اہمیت زراعت
۶۱۱	(۲) احادیث نبوی ﷺ میں اہمیتِ زراعت
۶۱۵	ایک غلط فہمی کا ازالہ
۶۱۸	**مزارعت (Tenancy)**
۶۱۹	مترادف الفاظ
۶۲۰	مزارعت کے جائز یا ناجائز ہونے کی بحث

عنوانات	صفحہ
عدم جواز کی روایات	۶۲۰
ا۔ امام اعظم ابوحنیفہ کی رائے	۶۲۴
جوازِ مزارعت کی روایات	۶۲۵
۲۔ امام ابویوسف کی رائے	۶۲۷
۳۔ امام محمد کی رائے	۶۲۸
۴۔ احادیث عدم جواز مزارعت میں ’’منع‘‘ کی وجوہات	۶۲۹
خلاصۂ بحث	۶۳۰
مساقات (Watering)	**۶۳۲**
اجارہ (Leasing)	**۶۳۵**
تعریف	۶۳۵
اجارہ کا شرعی جواز	۶۳۶
مکانات کو کرایہ پر دینا	۶۳۶
اجارہ کی شرائط	۶۳۸
جائیداد کرایہ پر دینے کے مسائل	۶۳۸

www.MinhajBooks.com

عنوانات	صفحہ
بابِ ہشتم	
تجارت، شراکت اور مضاربت	۶۴۱
تجارت (Trade)	۶۴۳
اقسامِ تجارت	۶۴۴
تجارت کی اہمیت وفضیلت	۶۴۴
خرید وفروخت کے اسلامی اصول	۶۴۸
(ا) ایجابی اقدامات	۶۴۹
۱۔ حقوق اللہ کی پاسداری	۶۴۹
۲۔ باہمی تعاون	۶۴۹
۳۔ باہمی رضامندی	۶۵۰
۴۔ خوش گفتاری	۶۵۱
۵۔ اشیائے تجارت کے عیوب ونقائص بتانا	۶۵۲
۶۔ ناپ تول صحیح رکھنا	۶۵۳
۷۔ بولی دینا	۶۵۴
۸۔ معاملہ کوتحریر میں لانا	۶۵۵

www.MinhajBooks.com

صفحہ	عنوانات
۶۵۵	۹۔ وعدوں کی پاسداری
۶۵۵	(۲) امتناعی اصول
۶۵۶	۱۔ قسمیں کھانا
۶۵۷	۲۔ حرام اشیاء کی تجارت
۶۵۸	۳۔ فساد افزوں تجارت
۶۵۹	۴۔ دھوکہ دہی
۶۶۱	۵۔ بیع پر بیع کرنا
۶۶۲	۶۔ اشیاء کی غیر موجودگی میں بیع کرنا
۶۶۲	۷۔ قرض کی قرض سے بیع
۶۶۳	۸۔ باطل اقسام البیوع سے اجتناب
۶۶۵	**شراکت (Partnership)**
۶۶۵	لغوی تحقیق
۶۶۶	اصطلاحی تعریف
۶۶۷	شرعی حیثیت
۶۶۷	۱۔ قرآن مجید میں

www.MinhajBooks.com

عنوانات	صفحہ
۲۔ احادیثِ نبوی ﷺ میں	۲۶۹
اقسامِ شراکت	۲۷۳
۱۔ شرکتِ املاک	۲۷۴
۲۔ شرکتِ عقود	۲۷۵
شرکت عقد کی اقسام	۲۷۷
۱۔ شرکت مفاوضہ	۲۷۷
۲۔ شرکت عنان	۲۷۹
۳۔ شرکت صنائع	۲۸۱
۴۔ شرکت وجوہ	۲۸۲
شرکت عقود کے بنیادی امور	۲۸۳
۱۔ ایجاب وقبول (اقرار)	۲۸۳
۲۔ نفع ونقصان کی تقسیم کی وضاحت	۲۸۳
۳۔ شریکین مال کے امین ہوں	۲۸۴
۴۔ باہمی رضامندی	۲۸۴
۵۔ شریکین مشترکہ مال کے وکیل ہوں گے	۲۸۵
۶۔ نفع میں شریک کا استحقاق	۲۸۵

www.MinhajBooks.com

عنوانات	صفحہ
’’شرکت‘‘ کی ضرورت واہمیت	۶۸۵
مضاربت (Mudarabah)	**۶۸۷**
معنی ومفہوم	۶۸۷
اصطلاحی تعریف	۶۸۸
ضرورت واہمیت	۶۹۰
۱۔انسانی مصالح کا تحفظ	۶۹۰
۲۔ ناداروں کی بھلائی	۶۹۰
۳۔ بیروزگاری میں کمی	۶۹۰
۴۔ گردشِ دولت میں اضافہ	۶۹۱
۵۔ ملکی معیشت کی ترقی	۶۹۱
۶۔سودی بینکاری کا متبادل ذریعہ	۶۹۱
۷۔منفی معاشرتی سرگرمیوں کا انسداد	۶۹۱
بابِ نہم	
صنعت اور لیبر پالیسی (قرآن وسنت کے آئینے میں)	**۶۹۳**
صنعت (Industry)	**۶۹۵**

www.MinhajBooks.com

صفحہ	عنوانات
۶۹۵	تعارف
۷۰۰	اسلام اور صنعت و حرفت
۷۰۵	صنعت و حرفت کی ضرورت و اہمیت
۷۰۷	لمحۂ فکریہ
۷۰۷	محنت کش اور لیبر پالیسی
۷۰۹	**لیبر پالیسی (Labour Policy)**
۷۰۹	محنت کی اقسام
۷۰۹	دورِ جدید کا المیہ
۷۱۰	اسلامی تصورِ محنت
۷۱۱	اسلام میں محنت کی فضیلت
۷۱۱	۱۔ قرآن مجید اور محنت
۷۱۳	۲۔ احادیثِ رسول اللہ ﷺ اور محنت
۷۱۸	۳۔ انبیاء علیھم السلام اور محنت
۷۱۹	۴۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور محنت
۷۲۰	۵۔ بزرگانِ دین اور محنت

عنوانات	صفحہ
محنت کے بنیادی ارکان	۲۲
آجر اور اجیر کا رشتہ	۲۲
آجر کے لئے ہدایات	۲۲
اجیر (مزدور) کی ذمہ داریاں	۲۳
اجرت	۳۱
اقسامِ اجرت	۳۶
نظریاتِ اجرت	۳۷
ا۔ نظریہ طلب و رسد	۳۷
۲۔ مختتم پیداوار کا نظریہ	۳۸
۳۔ کم از کم اجرت کا نظریہ	۳۸
۴۔ کارل مارکس کا نظریہ اجرت	۳۸
۵۔ اسلامی نظریہ اجرت	۴۲
اسلامی لیبر پالیسی	۴۳
ا۔ انسانی محنت خریدنی جنس نہیں	۴۳
۲۔ نفی ظلم و ناانصافی	۴۴

صفحہ	عنوانات
۴۴۴	۳۔ اجرت کی درجہ بندی اور عادلانہ اجرت
۴۴۶	۴۔ جبری مشقت کی نفی
۴۴۷	۵۔ اضافی محنت پر اضافی اجرت
۴۴۷	۶۔ اضافی حقوق کی ادائیگی
۴۴۸	۷۔ سرمایہ، ہنر اور محنت میں توازن
۴۴۸	۸۔ عورتوں اور بچوں سے مشقت کی ممانعت
۴۴۹	۹۔ محنت کشوں کا اخلاقی اور قانونی استحقاق
	باب دہم
۴۵۳	**اسلامی معاشی نظام کی تنفیذ**
۴۵۵	اسلامی معاشی تصورات قانونی شکل میں موجود ہیں
۴۵۸	**۱۔ ایجابی و امتناعی اقدامات**
۴۵۸	**(ا) ایجابی اقدامات**
۴۵۸	۱۔ انفرادی اور اجتماعی سطح پر اقتصاد کا حکم
۴۵۹	۲۔ کفالت عامہ کے نظام کا اجراء
۴۶۰	۳۔ مال خرچ کرنے کی تاکید

صفحہ	عنوانات
۷۶۱	**(ب) امتناعی اقدامات**
۷۶۱	۱۔ حرمتِ سود کا حکم
۷۶۲	۲۔ شراب اور جوئے سے اجتناب کا حکم
۷۶۲	۳۔ ناپ تول میں کمی کی ممانعت
۷۶۳	۴۔ دھوکہ دہی اور ظلم کی ممانعت
۷۶۴	۵۔ اسراف اور بخل کی ممانعت
۷۶۵	نظامِ مصارف کی درجہ بندی
۷۶۸	**۲۔ اقتصادی قوانین کا نفاذ**
۷۶۸	**۱۔ وجوبی درجہ کے قوانین**
۷۶۹	۱۔ قانون زکوٰۃ
۷۷۱	۲۔ قانون عشر
۷۷۳	۳۔ قانون وصیت
۷۷۳	۴۔ قانون وراثت
۷۷۹	۵۔ قانون غنائم
۷۸۰	۶۔ قانون وقف
۷۸۱	۷۔ قانون کفالت عامہ

عنوانات	صفحہ
۸۔ قانون مشارکت	۷۸۲
۹۔ قانون اجرت	۷۸۵
ا۔ بغیر اجرت کے کوئی کام نہیں	۷۸۵
۲۔ کام کے مطابق اجرت ہوتی ہے	۷۸۶
۳۔ معمولی سی محنت پر بھی اجرت دینا ضروری ہے	۷۸۷
۱۰۔ قانون بیت المال	۷۸۸
۱۱۔ قانون التعویض العائلی (خاندان کی مدد کا قانون)	۷۹۰
۱۲۔ قانون رکاز	۷۹۳
۱۳۔ قانون الطّواری	۷۹۴
۱۴۔ قانون قرضِ حسنہ	۸۰۳
۱۵۔ قانونِ مضاربت	۸۰۶
۱۶۔ قانون ضرائب	۸۰۸
۱۷۔ قانون نذور و کفارات	۸۱۰
۱۸۔ قانون الاضاحی والفطر	۸۱۴
۲۔ اختیاری درجہ کے قوانین	۸۱۶
۱۹۔ قانون نفقات وصدقات	۸۱۶

عنوانات	صفحہ
۲۰۔ قانون ضیافت	۸۱۷
۲۱۔ قانون تقسیمِ عفو	۸۱۸
۲۲۔ قانون کفایت	۸۲۳
۲۳۔ قانون الماعون	۸۲۸
۲۴۔ قانون تعاون	۸۳۰
اسلامی قوانینِ معیشت کا فلسفہ	۸۳۱
عملی تجاویز	۸۳۱
ا۔ حکومتی اقدامات	۸۳۱
ب۔ شخصی اقدامات	۸۳۳
❁ مآخذ و مراجع	۸۳۵

www.MinhajBooks.com

پیش لفظ

دینِ اسلام لاریب آفاقی، ہمہ گیر اور زندگی کے ہمہ جہتی پہلوؤں کا حامل ایک فطری دین ہے۔ یہ نسلِ انسانی کے ہر شعبۂ حیات کے لئے واضح، جامع اور مکمل ہدایات کا ایک قابلِ عمل منشور پیش کرتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسے دنیا کے کسی بھی گوشہ میں نافذ کیا جا سکتا ہے اور لازماً مثبت نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اس کا واضح ثبوت ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک، خلفائے راشدین اور ان کے بعد کے اکثر مسلم حکمرانوں کی تاریخ سے ملتا ہے۔

اِنسانی زندگی کے تین بڑے شعبے عقائد، عبادات اور معاملات ہیں جن میں سے معاملات کا شعبہ بڑی وسعت کا حامل ہے۔ انسان کی عملی زندگی سے گہرا تعلق رکھنے کی بناء پر اس میں نہ صرف حقوق بیان ہوئے ہیں بلکہ مختلف نظام ہائے حیات (معاشی، سیاسی اور معاشرتی وغیرہ) کی بھی بھرپور وضاحت کی گئی ہے۔ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے خصوصی طور پر ان نظاموں پر عملی اور مثبت تعلیمات پیش کیں اور ان کی تنفیذ سے متعلق مکمل ضمانت فراہم کی۔

تاریخِ اَقوامِ عالم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے عروج و زوال، خوش حالی و بدحالی، امن و جنگ اور کامیابی و ناکامی کی اہم وجوہات میں معاشیات و اقتصادیات کے استحکام و عدم استحکام کا بہت بڑا دخل رہا ہے۔ عصرِ حاضر میں بھی وہ ممالک جو اقتصادی طور پر مستحکم ہیں، ترقی یافتہ، امیر یا سپر پاورز کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اپنی اقتصادی صورتحال کے سلسلے میں عدم توجہی برتنے یا نظر انداز کرنے والے ممالک غیر ترقی یافتہ، پسماندہ اور غریب ممالک کی فہرست میں شامل کیے جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے ان میں اکثریت اسلامی ممالک کی ہے اور ایسے ممالک کی تعداد ترقی یافتہ

ممالک کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔

براعظم ایشیا، افریقہ کے ممالک بالخصوص اور دیگر بہت سے ممالک بالعموم غربت و افلاس، بھوک، پریشانی و پژمردگی، معاشی بدحالی اور بدامنی کا شکار ہیں۔ ان ممالک میں پاکستان بھی شامل ہے۔ حالات و واقعات کے تناظر اور گہرے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ علاقے عرصہ دراز سے معاشی جمود کا شکار رہے ہیں۔ ان ممالک میں بلاشبہ معاشیات کے میدان میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ تو جاری رہا لیکن خاطر خواہ مثبت نتائج برآمد نہ ہوئے کیوں کہ یہاں کے لوگوں کی معاشی میدان میں صحیح رہنمائی نہیں کی گئی۔ نتیجتًا نہ تو معاشی مسائل حل ہوئے اور نہ ہی معاشی ترقی کا حصول ممکن ہو سکا۔ ایسے حالات میں ضروری تھا کہ اس المیہ کی طرف توجہ دی جائے۔ شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس کٹھن کام کا بیڑا اٹھایا اور اپنی خدا داد دانش و بصیرت سے اسلام کے نظام اقتصادیات کی توضیح وتشریح پر مشتمل کتاب تصنیف فرمائی۔

زیرِنظر کتاب حضرت شیخ الاسلام کے بہت سے قلمی مسودات اور لیکچرز پر مشتمل ہے جو انہوں نے مختلف مقامات اور مواقع پر ارشاد فرمائے۔ ان علمی فن پاروں میں ڈاکٹر صاحب نے اقتصادیات کے اہم پہلوؤں پر گہری سوچ و فکر سے کام لیا تھا۔ ان میں اقتصادیاتِ اسلام کا گراں قدر علمی خزانہ موجود تھا۔ ان اعلیٰ علمی اور تحقیقی اجزاء کو یکجا کرنے کی اشد ضرورت تھی تاکہ اسے کتابی شکل دے کر اقتصادیاتِ اسلام کا ایک Mini Encyclopedia بنایا جائے جو اس موضوع پر تحقیق و تجسس کرنے والوں کے لیے مشعلِ راہ ہو۔ اس ضمن میں ابتدائی طور پر محترم ڈاکٹر طاہر حمید تنولی نے کاوِش شروع کی لیکن ان کی دیگر مصروفیات کی بناء پر یہ پراجیکٹ تکمیل کو نہ پہنچا۔ بعض ازاں شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری کے ایماء پر راقم الحروف کو یہ کام سونپا گیا جو کہ بحمد اللہ تعالیٰ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

"اقتصادیاتِ اسلام" کی تیاری میں قبلہ شیخ الاسلام کی ہدایات پر عمل کرتے

ہوئے معاشیات کے اہم ترین اسلامی موضوعات پر نئے سرے سے کام کیا گیا۔ مثلاً اسلامی معاشیات کی اساس و ارتقاء، اصول وضوابط، اسلام کا تصورِ مال اور انفاق فی المال، اسلام کا تصورِ ملکیت، اسلامی معیشت میں امدادِ باہمی اور کفالتِ عامہ کا نظام، زمین، زراعت اور مزارعت، تجارت، شراکت اور مضاربت، صنعت اور لیبر پالیسی اور اسلامی معاشی نظام کی تنفیذ وغیرہ۔ اقتصادیاتِ اسلام کی اس کتاب میں شیخ الاسلام کا تبحر علمی، اجتہادی بصیرت اور فنی و تحقیقی مہارت کے پہلو شامل ہیں۔ یہ کتاب بلاشبہ شیخ الاسلام کی وسیع النظری، اعلیٰ علمی قابلیت، حقیقت پسندی اور ان کے اقتصادی تعلیماتِ اسلامیہ کے ساتھ گہرے تعلق کی آئینہ دار ہے۔

امیدِ واثق ہے کہ آج کے اس پُرفتن، مادہ پرست، دین سے بے بہرہ اور معاشی بدحالی کے شکار اسلامی معاشرے میں شیخ الاسلام کی یہ کتاب حقیقی اسلامک اکنامک سسٹم کو معرضِ وجود میں لانے کے لئے بہترین سنگ میل ثابت ہوگی۔ علاوہ ازیں یہ کاوِش اسلامی معاشیات کے علمی خزانہ میں نہایت مفید اور گراں قدر اضافہ کا باعث ہوگی۔ اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی اس عظیم کوشش کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول و منظور فرمائے۔

آمین یا رب العالمین بجاہ حرمة سید المرسلین ﷺ۔

پروفیسر ڈاکٹر کرامت اللہ

ڈائریکٹر ریسرچ

فریدِ ملّت ریسرچ اِنسٹی ٹیوٹ، لاہور

www.MinhajBooks.com

بابِ اوّل

نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَّعِيۡشَتَهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا.

(الزخرف، ۴۳: ۳۲)

اِسلامی معاشیات کی اَساس اور اِرتقاء

www.MinhajBooks.com

لفظ معاشیات کی لغوی و اِصطلاحی تحقیق

(LexicalResearch of the word "Economics")

معاش عربی زبان کا لفظ ہے اس کا مادہ ”عَاشَ“ ہے جس کے معنی زندہ رہنے کے ہیں بعض کے نزدیک اس کا مادہ ”عیش“ (ع۔ی۔ش) ہے جس کے معنی خوراک، رزق اور گزران کے ہیں۔

ابن منظور افریقی (٦٣٠۔٧١١ھ) العیش کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

العيش: الحياة، عاش يعيش عيشا وعيشة والمعيشة: ما يعاش به.(١)

”العیش کا معنی ہے زندگی، یہ عَاشَ یَعِیْشُ عِیْشًا اور عِیْشَةً سے بنا ہے اور معیشت سے مراد (وہ ذرائع ہیں) جن سے زندگی بسر کی جا سکے۔“

صاحب القاموس لکھتے ہیں:

المعيشة التي تعيش بها من المطعم والمشرب وما تكون به الحياة وما يعاش به.(٢)

”معیشت سے مراد کھانے پینے کے وہ ذرائع ہیں جن پر زندگی کا دار و مدار ہوتا ہے اور جن سے زندگی بسر کی جاتی ہے۔“

معاشیات کا لفظ عاش، یعیش، عیشة سے ماخوذ ہے اس کا مصدر العیش ہے۔

---

(١) ابن منظور، لسان العرب، ٦: ٣٢١

(٢) فیروز آبادی، القاموس المحیط، ١: ٢٩١

مترادفات

معاشیات، اقتصادیات اور اکنامکس یہ سب ہم معنی الفاظ ہیں۔

معاشیات کا لغوی معنی

لفظ معاشیات کے لغوی معنی زندگی اور سامانِ زیست کے ہیں۔

امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) فرماتے ہیں:

العيش: الحياة المختصة بالحيوان وهو أخص من الحياة لأن الحياة تقال في الحيوان وفي الباري تعالى، وفي الملک، ويشتق منه المعيشة لما يتعيش منه.(۱)

”العیش“ اس زندگی کو کہتے ہیں جو حیوانات کے ساتھ خاص ہے اور یہ لفظ ”الحیاۃ“ کے مقابلہ میں خاص ہے کیونکہ الحیاۃ کا لفظ حیوان، باری تعالیٰ اور ملائکہ سب کے لئے استعمال ہوتا ہے اور العیش سے لفظ المعیشۃ ہے (جس کے معنی ہیں سامانِ زیست، کھانے پینے کی وہ تمام چیزیں) جن پر زندگی بسر کی جاتی ہے۔“

لفظ معاشیات کی اِصطلاحی تعریف

معاشیات کو انگریزی زبان میں "Economics" کہتے ہیں جس کا مادہ ایک لاطینی لفظ Oiko Nomos ہے جس کے معنی گھریلو ضابطہ کے ہیں۔ جرمن زبان میں اس کو "Politische Oekonomie" اور فرانسیسی زبان میں "Economic Politique" کہا جاتا ہے۔

اصطلاحاً اس کا مفہوم یہ ہے کہ علم معاشیات وہ علم ہے جس میں انسان کے اس

(۱) اصفهاني، مفردات ألفاظ القرآن: ۵۹۶

خاص طرزِ عمل کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو محدود ذرائع کی مدد سے لا محدود خواہشات کی تکمیل کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔

Encyclopedia of Social Sciences میں معاشیات کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"Economics deals with a social phenomenon center about the provision for the material needs of an individual and of the organised group."(1)

''معاشیات کا واسطہ ایسے معاشرتی امر سے پڑتا ہے جو ایک فرد سے لے کر منتظم گروہ کی مادی ضروریات کی فراہمی پر اپنی توجہ مرکوز رکھتا ہے۔''

اِقتصادیات

الاقتصاد، قصد سے نکلا ہے اور قصد قصداً سے ہے جس کے معنی ہیں: کسی معاملے میں اعتدال و میانہ روی اختیار کرنا۔

امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) لکھتے ہیں:

القصد: استقامة الطريق، يقال: قصدت قصده أي نحوت نحوه ومنه الاقتصاد.(۲)

''القصد کے معنی راستہ کا سیدھا ہونا ہے، کہا جاتا ہے کہ قصدت قصدہ یعنی میں نے اس کا قصد کیا اور سیدھا اس کی طرف گیا اور قصد سے ہی اقتصاد ہے۔''

النہایۃ میں ہے:

القصد من الأمور والمعتدل الذي لا يميل إلى أحد طرفي التفريط

(1) *Encyclopedia of Social Sciences*, p. 168.

(۲) اصفهاني، مفردات الفاظ القرآن: ۶۷۲

والإفراط.[۱]

''قصد ان معتدل امور میں سے ہے جو کسی بھی افراط وتفریط کی حد سے نہ بڑھے۔''

الصحاح میں قصد کا درج ذیل معنی بیان ہوا ہے:

القصد: بين الإسراف والتقتير.[۲]

''اسراف وبخل کی درمیانی راہ (راہِ اعتدال) کو قصد کہتے ہیں۔''

ابن منظور افریقی (۶۳۰۔۷۱۱ھ) قصد سے درج ذیل معنی مراد لیتے ہیں:

القصد في المعيشة: أن لا يسرف ولا يقتر.[۳]

''معیشت میں قصد سے مراد یہ ہے کہ نہ اسراف کیا جائے اور نہ ہی بخل کیا جائے۔''

دورِ جدید میں اِقتصادیات سے مراد

دورِ جدید میں اقتصادیات سے مالی اور معاشی امور مراد لئے جاتے ہیں لہٰذا اصطلاحاً اقتصادیات سے مراد وہ علم ہوگا جس میں دولت کی پیدائش اور تقسیم سے بحث کی جاتی ہے۔[۴]

المعجم الاقتصادي الإسلامي میں علم الاقتصاد کی درج ذیل تعریف بیان کی گئی ہے:

(۱) ابن اثیر، النهاية فی غريب الحديث والأثر، ۴: ۵۲۳
(۲) جوهري، الصحاح في اللغة والعلوم، ۲: ۳۱۱
(۳) ابن منظور، لسان العرب، ۳: ۳۵۴
(۴) فیروز اللغات (اردو): ۱۲۶۰

الاقتصاد: علم يبحث في كل يتعلق بالثروة والمال والتكسب والتملک والإنفاق.

والاقتصاد يبحث أيضاً في مسائل الإنتاج والاستثمار ومسائل الانتفاع والخدمات ومسائل الغنى والفقر.(۱)

’’علم الاقتصاد ہر اس شے سے بحث کرتا ہے جو کثرت مال و زر، رزق کمانے، کسی شے کا مالک ہونے اور خرچ کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔

اور علم الاقتصاد پیداوار اور مال بڑھانے کے مسائل، نفع حاصل کرنے اور خدمات فراہم کرنے کے مسائل اور غناء وفقر کے مسائل پر بحث کرتا ہے۔‘‘

مسلم مفکرین کی آراء میں معاشیات کی تعریف

(Definitions of Muslim Thinkers)

اقتصادیات یا معاشیات کی اصطلاح اگرچہ بہت دیر بعد متعارف ہوئی لیکن اوائل دور سے ہی مسلم مفکرین نے اپنی کتب میں معاشی موضوعات پر بحث کی۔ ذیل میں ہم چند مفکرین کا ذکر کرتے ہیں۔

ا۔ الماوردی (م ۴۵۰ھ)

ابو الحسن علی بن محمد الماوردی (م ۴۵۰ھ) نے اپنی کتب میں اقتصادی موضوعات پر بھی بحث کی ہے۔ مال چونکہ اقتصادیات میں بڑی اہمیت کا حامل ہے اسی صفت کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے مال کو اقتصادیات کی بنیاد قرار دیا ہے۔ اقتصادیات میں اس کی تشریح وتوضیح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) أحمد شرباصي، المعجم الاقتصادي الإسلامي: ۳۶

والأموال ضربان: ظاهرة وباطنة. فالظاهرة: ما لا يمكن إخفاءه كالزرع والثمار والمواشي. والباطنة: ما أمكن إخفائه من الذهب والفضة وعروض التجارة.[1]

”مال کی دو قسمیں ہیں: اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ۔ اموال ظاہرہ سے مراد ہے وہ مال جس کو چھپایا نہ جا سکے جیسے کھیتی، پھل اور مویشی وغیرہ اور اموال باطنہ سے وہ مال مراد ہے جنہیں چھپایا جاسکے جیسے سونا، چاندی اور سامانِ تجارت وغیرہ۔“

اموال کے بارے میں دوسری جگہ پر لکھتے ہیں:

لأن الله تبارک وتعالى جعلها قوامًا للأبدان، وتلوًا لأنفس، وسببًا لبقاء الأجسام، وحياة للبشر، وآلة لطلب المعاني، وأداة لنيل الأماني، زينة للحياة الدنيا، وطريقًا إلى النجاة في الآخرة والأولى.[2]

”(مال کی بحث کرنا اس لئے ضروری ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان (اموال) کو بدنوں کے لئے قوام (انہیں قائم رکھنے والا)، جسموں اور جانوں کی بقاء اور انسانی زندگی (کی بقاء) کا سبب بنایا ہے۔ (اس کے علاوہ) عظمتوں کے حصول کا ذریعہ، (جائز) خواہشات کی تکمیل کا سامان، دنیاوی زندگی کی زینت اور دنیا وآخرت میں نجات کا راستہ (بھی اموال کو) بنایا ہے۔“

اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ ان کے نزدیک انہی اموال کے احکام جاننے کا نام علم معاشیات ہے۔

(۱) ماوردي، الأحكام السلطانية: ۲۰۳

(۲) ماوردي، نصيحة الملوك: ۴۰۹

۲۔ امام غزالی (م ۵۰۵ھ)

معاشیات کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے امام غزالی (م ۵۰۵ھ) لکھتے ہیں:

’’دنیا میں رہنا بغیر کھائے پیئے ناممکن ہے تو یہاں رہ کر کمانا ضروری اور لازمی ہے لہٰذا کمانے کے صحیح طریقوں کو جاننا ضروری ہے۔‘‘(۱)

اس کے علاوہ اسی عنوان کے تحت انہوں نے ’’کمانے کی فضیلت، معاملات کی درستگی، معاملاتِ تجارت میں عدل سے کام لینا، تجارت میں احسان اور نیکی سے پیش آنا وغیرہ‘‘ پر بھی بحث کی ہے۔

۳۔ ابن خلدون (م ۸۰۸ھ)

ابن خلدون (م ۸۰۸ھ) معاشیات کی درج ذیل تعریف بیان کرتے ہیں:

أن المعاش هو عبارة عن ابتغاء الرزق والسعي في تحصيله. (۲)

’’معاش رزق ڈھونڈنے اور اسے حاصل کرنے کے لئے کی جانے والی جدوجہد کا نام ہے۔‘‘

۴۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۱۴۔۱۱۷۶ھ)

شاہ ولی اللہ (۱۱۱۴۔۱۱۷۶ھ) علم معیشت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هو الحكمة الباحثة عن كيفية إقامة المعادلات والمعاونات والإكساب على الارتفاق الثاني. (۳)

(۱) امام غزالي، كيميائے سعادت: ۲۶۶

(۲) ابن خلدون، كتاب العبر وديوان المبتدا والخبر (المقدمه)، ۱: ۳۶۴

(۳) شاه ولي الله، حجة الله البالغة، ۱: ۴۳

''ارتفاقِ ثانی کے باب میں افرادِ معاشرہ کے اشیاء کے باہمی تبادلہ، ایک دوسرے سے معاشی تعاون اور ذرائع معیشت و آمدن کی حکمت سے بحث کرنے کا نام علمِ معیشت ہے۔''

غیر مسلم مفکرین کی آراء میں معاشیات کی تعریف

مسلم مفکرین کی معاشیات کی طرف قابلِ قدر توجہ کے علاوہ غیر مسلم مفکرین نے بھی علم معاشیات کو متعارف کرانے میں گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ خصوصاً مغرب میں اس علم کا اجراء ایڈم سمتھ (Adam Smith, 1723-1790) نے کیا اور غالبًا پہلی بار معاشیات کو بطورِ علم متعارف کرانے کا سہرا بھی ان ہی کے سر ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ دیگر سکالرز نے بھی معاشیات پر قلم اٹھایا۔ آسانی کے لئے ہم انہیں تین ادوار میں تقسیم کرتے ہیں:

(۱) کلاسیکی مکتبِ فکر (Classical School of Thought)

(۲) نو کلاسیکی مکتبِ فکر (Neo Classical School of Thought)

(۳) جدید مکتبِ فکر (Modern School of Thought)

کلاسیکی مکتبِ فکر میں ایڈم سمتھ (Adam Smith 1723-1790) کا نام سرِفہرست ہے یہی وجہ ہے کہ انہیں بابائے معاشیات (Father of political Economy) اور اکنامکس کا بانی کہا جاتا ہے۔ ان کا پہلا کام دولتِ اقوام (Wealth of Nations) 1776ء میں منظرِ عام پر آیا۔ اپنی شہرہ آفاق کتاب *"An Enquiry into the Nature and Causes of the Wealth of Nations"* میں معاشیات کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"Economics is a Study of Wealth." (1)

(1) Twining Hardley, *Economic*, p. 10.

”معاشیات دولت کا علم ہے۔“

ان کی نظر میں معاشیات ایک ایسا علم ہے جو پیدائشِ دولت، صرفِ دولت، تقسیمِ دولت اور تبادلۂ دولت سے بحث کرتا ہے۔

ایڈم سمتھ (Adam Smith 1723-1790) کے ہم خیال معیشت دانوں میں جرمی بینتھم (Jeremy Bantham 1748-1832)، تھامس رابرٹ مالتھس (Thomas Robert Malthus 1766-1834)، ڈیوڈ ریکارڈو (David Ricardo 1772-1823)، جے بی سے (J.B. Say 1767-1832)، جان اسٹوئرٹ مل (John Stuart Mill 1806-1873)، ایلے (Elley)، فرانسس اے واکر (Francis A. Walker)، فاسٹ (Fawcett)، والرس (Walrus)، چیپمین (Chapman)، این ڈبلیو سینئر (N.W. Senior) وغیرہ شامل ہیں۔

نو کلاسیکی مکتب فکر (Neo classical school of thought)

میں الفریڈ مارشل (Alfred Marshall 1842-1924) نے ایڈم سمتھ (Adam Smith 1723-1790) کی بیان کردہ تعریفِ معاشیات پر تنقید کی اور اسے ایک شیطانی علم (Dismal Science) اور دولت پرستی کا علم (Mommon worship) قرار دیا اور اس کو ایک نئی جہت بخشی۔ انہوں نے معاشیات کی از سر نو یوں تعریف کی:

"Economics is a study of man's action in the ordinary business of life; it enquiries how he gets his income and how he uses it.

"It examines that part of individual and social action which is most closely connected with the attainment and with the use of material requisites of well-being.

"Thus economics is on one side a study of wealth, and on the other, and more important side, a part of

the study of man."[1]

''معاشیات میں انسان کی ان سرگرمیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے جن کا تعلق زندگی کے روزمرہ معاملات سے ہوتا ہے اس کے ذریعے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کس طرح دولت کماتا ہے اور اسے کس طرح خرچ کرتا ہے، یہ علم انسان کی انفرادی اور اجتماعی کوششوں کے اس حصے کا جائزہ لیتا ہے جس کا اس بات سے گہرا تعلق ہے کہ خوشحال زندگی کے ضامن مادی لوازمات کس طرح حاصل کئے جاتے ہیں اور کس طرح استعمال کئے جاتے ہیں پس معاشیات ایک طرف تو دولت کا علم ہے اور دوسری طرف خود انسانی زندگی کے ایک پہلو کا بھی۔''

علمِ معاشیات کے میدان میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ تحقیقی کام میں *Economics of Industry* جو 1879ء میں چھپی، *Principles of Economics* جو 1890ء میں، *Industry and Trade* 1919ء میں اور *Money, Credit and Commerce* جو 1924ء میں منظرِ عام پر آئی، اہم کتب ہیں۔

الفریڈ مارشل (Alfred Marshall) کے ہم خیال ماہرین معاشیات میں پیگو (Pigou)، کینن (Cannon)، بیوریج (Beveridge)، کونٹ ویکسل (Knut Wicksell)، جے بی کلارک (J.B. Clark)، ٹازگ (Taussig) ارونگ فشر (Irving Fisher) وغیرہ کے نام اہم ہیں۔

دور جدید (Modern school of Thought) کے ماہرین معاشیات کا نقطۂ نظر بیان کرنے میں لائینل رابنز (Leonel Robbins) پیش پیش ہیں۔ ان کا تعلق لندن سکول آف اکنامکس (London school of Economics) سے ہے ان کی معروف کتاب *Nature and Significance of Economics*

(1) Jihanson, *Economics*, p. 6.

جو 1932ء میں شائع ہوئی، نے معاشیات کو سمجھنے کے لیے ایک نئی راہ دکھائی۔

پروفیسر رابنز (Robbins) نے الفریڈ مارشل (Alfred Marshall) کی معاشیات کے بارے میں رائے پر تنقید و تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس تعریف سے معاشیات کے علم کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے کیونکہ اس تعریف میں صرف وہی انسانی اعمال کو بحث میں لایا گیا ہے جن کا تعلق زندگی کے مادی پہلوؤں سے ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ تصورِ فلاح بھی ناقابلِ پیمائش ہے چنانچہ رابنز (Robbins) نے معاشیات کی ازسرِنو تعریف کرتے ہوئے لکھا:

> "Economics is a science which studies human behaviour as a relationship between ends and s carce means with alter native uses." (1)

> ''معاشیات انسان کے اس طرزِ عمل کا مطالعہ کرتی ہے جو خواہشات کے بے شمار ہونے اور ذرائع کے محدود ہونے کی بنا پر اختیار کیا جاتا ہے جبکہ یہ ذرائع متبادل مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔''

رابنز (Robbins) نے اپنی تعریف کی بنیاد انسانی زندگی کی مندرجہ ذیل حقیقتوں پر رکھی ہے:

۱۔ انسانی خواہشات لامحدود ہوتی ہیں۔

۲۔ ان خواہشات میں سے بعض بہت اہم اور بعض کم اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔

۳۔ انسان محدود ذرائع کا مالک ہوتا ہے۔

۴۔ تمام ذرائع مثلاً روپیہ پیسہ وغیرہ مختلف مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔

اگرچہ رابنز (Robbins) کی تعریف واضح اور جامع ہے اور جدید ماہرین اقتصادیات اسی کو ترجیح دیتے ہیں لیکن یہ بھی بالکل درست ہے کہ ابھی تک معاشیات کی

(1) K.K.Devet, *Modern Economic Theory*, p. 1.

کوئی قطعی اور حتمی تعریف کا تعین نہیں ہو سکا۔ اسی بات کی طرف جارج برنارڈ شا (George Bernard Shaw) نے اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"If you took all the Economists in the world and laid them end to end, they still would not reach a conclusion." [1]

’’اگر آپ تمام دنیا کے معیشت دانوں کو ایک جگہ جمع کر دیں اور درجہ بدرجہ ان کا مطالعہ کریں تو ان میں سے کوئی بھی ایک نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے گا۔‘‘

رابنز (Robbins) کے ساتھ ساتھ کینز (Keynes)، ملر (Miller)، ارما ایڈلمین وغیرہ نے اپنی کاوشوں سے علم معاشیات کو آگے بڑھایا۔ تحقیق و تجسس سے اس کی نت نئی جہات، پس منظر، معانی و مفاہیم اور مختلف اطلاقی پہلوؤں (Applied sides) کو روشناس کرایا۔ یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج معاشیات اپنی پوری افادیت کے ساتھ معیشت، معاشرت، سیاست و سیادت کا اہم حصہ بن گئی ہے۔

معاشیات کا آغاز و اِرتقاء

اللہ رب العزت نے اپنی حکمتِ بالغہ سے ہمارے گرد و پیش میں پھیلی ہوئی وسیع وعریض کائنات کو تخلیق کیا۔ اس کی ہواؤں، فضاؤں، سمندروں اور زمینوں کو وسائل و حیات سے مامور کر دیا اور ان سے اپنی ان گنت مخلوقات کی رزق رسانی کا اہتمام فرمایا اور اسی نے اپنی تخلیق کے شاہکار انسان کو احسن تقویم پیدا کیا اور پھر اسے قلت وکمیابی سے دوچار کر دیا اور کائنات کی ہر چیز کو اس کے لئے مسخر کر دیا اور اسے اس کی فیض رسانی میں لگا دیا لہٰذا انسان کا معاشی مسئلہ روئے زمین پر اس کی تخلیق کے ساتھ ہی وجود میں آ گیا اور پھر انسانی ترقی کے ساتھ ساتھ ارتقاء کی منزلیں طے کرتا گیا۔

(1) William C.B. Blanchfierd/Jacob Oser, *Economics*, p. 3.

معیشت فطری ضرورت ہے

انسان کی تخلیق کا مقصد کچھ بھی ہو لیکن یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ وہ اپنی پیدائش کے دن سے ہی خواہشات اور حاجات میں گھرا ہوا ہے اور تا دمِ زیست ان سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پائے گا۔ جس دن سے انسان نے اس دھرتی پر قدم رکھا ہے اسی دن سے بھوک مٹانے اور پیاس بجھانے کے لئے اشیائے خورد و نوش کی تلاش میں سرگرداں ہے۔

انسان کی معاشی جدوجہد کا آغاز

ابتداء میں انسان نے غاروں کو اپنا مسکن بنایا، جنگلی جانوروں کے شکار نیز جڑی بوٹیوں، درختوں کے پتوں اور پھلوں سے اپنے پیٹ کی آگ بجھائی۔ پھر آبادی آہستہ آہستہ بڑھی تو دریاؤں اور چراگاہوں میں خیمہ زن ہوا اور پھر جانوروں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے انہیں پال کر ان سے گوشت، دودھ اور کھالیں حاصل کرتا رہا۔ پھر دیہات کی بنیاد پڑی، پیشوں کی تقسیم ہوئی، کھڈیوں اور دستکاریوں کا دور آیا اور پھر شہر آباد ہوئے۔

انسانی حاجات میں اضافہ اور سائنسی ترقی

سائنس نے ترقی کی، ایجادات اور دریافتیں ہوئی، انسان جب مشینی دور میں داخل ہوا تو اس کی حاجات اور بڑھ گئیں اس نے اپنی زندگی کو رنگین سے رنگین بنانے کے لئے سہولیات کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا۔ اس طرح اس کی بھاگ دوڑ کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا جو آج تک جاری ہے اور اس وقت تک جاری رہے گا جب تک اس کائنات میں ایک بھی انسان کا وجود باقی ہے۔

معاشیات کی اقسام (Classification of Economics)

علمِ معاشیات کی دو اقسام ہیں:

۱۔ نظریاتی معاشیات

۲۔ اطلاقی یا عملی معاشیات

۱۔ نظریاتی معاشیات (Theoretical Economics)

انسان نے خود اپنے طرزِ عمل سے اور اپنی فطرت کا مشاہدہ کر کے جو اصول و قوانین وضع کئے ہیں وہ نظریاتی معاشیات میں شامل ہوتے ہیں۔ قانونِ طلب، قانونِ رسد، نظریہ تقابلی مصارف وغیرہ نظریاتی معاشیات کہلاتے ہیں۔

۲۔ اطلاقی یا عملی معاشیات (Applied Economics)

اس سے مراد یہ ہے کہ نظریاتی معاشیات میں جو اصول وقوانین وضع کئے جاتے ہیں انہیں استعمال کر کے مخصوص معاشی حالات و واقعات کے اسباب وضع کئے جائیں اور ان کی نوعیت اور اہمیت پر روشنی ڈالی جائے مثلاً پاکستان میں دن بدن اشیاء کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں تو نظریاتی معاشیات نے طلب و رسد کے جو قوانین مہیا کئے ہیں ان کی رو سے ہم اسباب پر غور کریں گے کہ قیمتیں بڑھنے کی وجوہات کیا ہیں؟ اور اس سے عوام پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

نظریاتی معاشیات کی اقسام

نظریاتی معاشیات کی دو بڑی قسمیں ہیں:

۱۔ ایجابی یا اثباتی معاشیات

۲۔ فلاحی معاشیات

(۱) ایجابی معاشیات (Positive Economics)

ایجابی معاشیات میں انسانی معاشی زندگی کے بنیادی حقائق کا مشاہدہ اور تجزیہ کیا جاتا ہے اور ان سے حاصل شدہ نتائج کو اسی طرح بیان کر دیا جاتا ہے۔ اپنی رائے کا کوئی دخل نہیں ہوتا کہ یہ ایسا ہے ویسا کیوں نہیں ہے یا اسے ایسا ہونا چاہئے تھا یا نہیں وغیرہ۔

(۲) فلاحی معاشیات (Welfare Economics)

ڈاکٹر مارشل نے فلاحی معاشیات کا تصور پیش کیا ہے اس میں معاشی حقائق کے تجزیہ و مشاہدہ کے بعد ان سے حاصل ہونے والے نتائج کے متعلق یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ انسانی فلاح و بہبود میں اضافے کا باعث بنتے ہیں یا نہیں۔ جب فلاحی معاشیات میں اجارہ داری کا مسئلہ زیربحث لایا جائے گا تو اس میں دیکھا جائے گا کہ معاشرے کے کچھ مخصوص مقاصد کے پیش نظر اجارہ داری معاشرے کے لئے مفید ہے یا نقصان دہ؟ جبکہ ایجابی یا اثباتی معاشیات میں تو اجارہ داری کے تحت قیمت اور پیداوار کے مسئلہ کی غیر جانبداری سے وضاحت کر دی جاتی ہے۔

ایجابی معاشیات کی اقسام

جدید ماہرین معاشیات نے ایجابی معاشیات کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ جزوی معاشیات

۲۔ کلی معاشیات

(۱) جزوی معاشیات (Micro Economics)

لفظ مائیکرو (Micro) کے لفظی معنی کسی چیز کا دس لاکھواں حصہ ہے، جب معاشی

نظام کے تجزیہ کے لئے جزوی معاشیات کی مدد لی جاتی ہے تو اس معاشی نظام کو چھوٹی چھوٹی اکائیوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر اکائی کا انفرادی طور پر تجزیہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح چیزوں کی طلب و رسد پر بحث کرتے ہوئے ملک کی مجموعی طلب و رسد پر بحث کرنے کی بجائے کسی ایک شے یا کسی ایک فرد یا خاندان کی طلب و رسد کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ آمدنی کو زیرِ بحث لاتے وقت قومی آمدنی کی بجائے مختلف صنعتوں، اداروں اور افراد کی آمدنی کا انفرادی جائزہ لیا جاتا ہے گویا جزوی معاشیات میں کسی معاشی نظام کی مختلف اکائیوں کی کارکردگی کا انفرادی طور پر جائزہ لیا جاتا ہے۔

جزوی معاشیات کے بنیادی مباحث

جزوی معاشیات کے بنیادی مباحث درج ذیل ہیں:

۱۔ نظریۂ تقسیم دولت
۲۔ نظریۂ پیدائش دولت
۳۔ نظریۂ رویہ صارف
۴۔ نظریۂ قیمت
۵۔ نظریۂ توازن

(۱) نظریہ تقسیمِ دولت (Theory of Wealth Distribution)

عاملین پیدائش یعنی زمین، محنت، سرمایہ اور تنظیم کے باہمی عمل سے مختلف اشیاء تیاری ہوتی ہیں چنانچہ اس میں ہر عاملِ پیدائش کے معاوضے کا تعین زیرِ بحث آتا ہے مثلاً سرمائے کا سود اور آجر کا منافع، زمین کا لگان، محنت کی اجرت وغیرہ۔

(۲) نظریہ پیدائشِ دولت (Theory of Production)

اس میں معاشی اشیاء و خدمات کیسے پیدا کی جاتی ہیں؟ اس کے بارے میں

بحث کی جاتی ہے۔مختلف عوامل پیدائش یعنی زمین، سرمایہ، محنت اور تنظیم کو کس نسبت سے اکٹھا کیا جاتا ہے اور کس طرح کم سے کم مصارف پر اشیاء تیار کی جا سکتی ہیں۔

(۳) نظریہ رویہ صارف (Theory of Consumer's Behaviour)

اس میں صارفین کے طرزِ عمل کا بغور مطالعہ کیا جاتا ہے۔ ہر کسٹمر کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی آمدنی اس طرح صرف کرے کہ اسے اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو، جزوی معاشیات کے اس حصہ میں طلب کی لچک، نظریہ افادہ اور عدم ترجیح کے خطوط پر بحث کی جاتی ہے۔

(۴) نظریہ قیمت (Theory of Price)

نظریہ قیمت میں کسی چیز کی طلب اور رسد کا بغور مطالعہ کیا جاتا ہے اس کے بعد اس کی قیمت کے تعین کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

(۵) نظریہ توازن (Theory of Equilibrium)

ہر فرم کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اتنی اشیاء پیدا کرے جن سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو سکے چنانچہ اس حصہ میں توازن کی مختلف صورتیں بیان کی جاتی ہیں۔

(۲) کلی معاشیات (Macro Economics)

میکرو (Macro) کے معنی Large کے ہیں۔ لارڈ کینز (Lord Keynes) نے اس کا تصور پیش کیا تھا۔ کلی معاشیات کا بحیثیت مجموعی جائزہ لیا جاتا ہے مثلاً قومی بچت، مجموعی سرمایہ کاری، مجموعی پیداوار وغیرہ اس حصہ میں ماہرینِ معاشیات معاشی نظام کے کچھ مجموعی اوسطوں (Overall Averages) اور مجموعوں (Aggregates) کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

اسلامی معاشیات کیا ہے؟ (What is Islamic Economics?)

اسلامی معاشیات کی مختلف لوگوں نے مختلف تعریفات کی ہیں۔ ان تمام تعریفات کی روشنی میں اسلامی معاشیات کی جامع تعریف درج ذیل بنتی ہے:

''اسلامی معاشیات وہ علم ہے جس میں شریعت کے ان اصولوں سے بحث کی جاتی ہے جو بے انصافی کے ذریعے مادی وسائل کے حصول کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور جو جائز مادی وسائل کے تصرف کو اس طرح منضبط کرتے ہیں کہ وہ انسان کی ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اسے اس قابل بنائیں کہ وہ ان انفرادی، عائلی اور اجتماعی فرائض کی ادائیگی کر سکے جو اللہ تعالیٰ نے اور معاشرے نے اس پر عائد کئے ہیں۔''

مندرجہ بالا تعریف کی روشنی میں اسلامی معاشیات کا مفہوم متعین کرتے ہوئے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

۱۔ یہ علم قرآن و سنت سے مستنبط ہے۔

۲۔ اسلامی معاشیات میں معاشی سرگرمیوں کا مقصد بے انصافی کا خاتمہ ہے۔

۳۔ انسان کا مقصد زندگی یہ نہیں کہ وہ ذاتی خواہشات کی تسکین ہی میں مصروف رہے بلکہ اس پر معاشرہ کی طرف سے کچھ فرائض بھی عائد ہوتے ہیں جن کو ادا کرنا ضروری ہے۔

۴۔ ''فلاح''یعنی دنیا و آخرت میں کامیابی اسلامی معاشیات کا مقصد ہے۔

۵۔ زمینی وسائل کا صحیح تصرف ہی انفرادی اور اجتماعی فلاح کا باعث بنتا ہے۔

اسلامی معاشیات کیوں؟ (Why Islamic Economics?)

اسلام بنی نوع انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا دین ہے۔ یہ تمام کا تمام حق ہے اور اسے اللہ بزرگ و برتر کے پسندیدہ دین ہونے کا اعزاز حاصل ہے، خود اللہ رب العزت نے فرمایا:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَامُ.(۱)

''بیشک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔''

یہ طریقہ حیات اپنے اندر مکمل ضابطہ حیات اور ہر شعبہ زندگی کے جامع، واضح اور قابلِ عمل قواعد وضوابط لئے ہوئے ہے۔ یہ ایک طرف اگر عقائد و عبادات کی نشاندہی کرتا تو دوسری طرف معاملات (Dealings) کے شعبہ میں مکمل ہدایات فراہم کرتا ہے۔ معاملات کے شعبہ میں اقتصادیات کا شعبہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اسی لئے اسلام نے اس شعبہ سے صرفِ نظر نہیں کیا بلکہ معاشیات میں اس کے بنیادی تصورات و اصول دوسرے معاشی نظاموں سے مختلف ہیں۔ یہ افراط وتفریط کو رد کرتے ہوئے اعتدال کا راستہ دکھاتا ہے۔ یہ انسان کی مادی فلاح کا علمبردار ہے مگر انسان کو معاشی حیوان (Economic Animal) نہیں بناتا بلکہ اس کے فطری اعزاز ''اَحْسَنِ تَقْوِیْم'' اور ''لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ'' کا تاج کرامت پہنا کر معاشی جدوجہد میں حصہ لینے کی تلقین کرتا ہے۔ اسے ایک طرف صاحبِ ایمان بنا کر اقتصادی جدوجہد میں حصہ لے کر معاشی انسان (Economic Man) دیکھنا چاہتا ہے یعنی ایسا شخص جو کسبِ دولت کے حلال ذرائع کو تلاش کرے، ان سے استفادہ کر کے پھر ان وسائل سے حاصل کردہ فوائد وثمرات کو دینِ اسلام کی روشنی میں منشائے خداوندی اور ہدایاتِ نبوی ﷺ کے تحت عمل میں لائے۔

مندرجہ بالا حقائق اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اسلامی معاشیات کا

(۱) آل عمران، ۳: ۱۹

مطالعہ کیا جائے ان کے علاوہ معاشیات کی دنیا میں اسلامی نقطۂ نظر جاننا بھی ضروری ہے تاکہ حقیقت اور صحیح سمت معلوم ہو۔ اس ضمن میں مزید حقائق ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

ا۔ قرآن مجید میں بنیادی معاشی اصطلاحات کا بیان

(ا) معیشت کا ذکر

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جا بجا معیشت کا ذکر کیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا. (۱)

’’ہم اِن کے درمیان دنیوی زندگی میں ان کے (اسبابِ) معیشت کو تقسیم کرتے ہیں اور ہم ہی ان میں سے بعض کو بعض پر (وسائل و دولت میں) درجات کی فوقیت دیتے ہیں (کیا ہم یہ اس لئے کرتے ہیں) کہ ان میں سے بعض (جو امیر ہیں) بعض (غریبوں) کا مذاق اڑائیں۔‘‘

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى○ (۲)

’’اور جس نے میرے ذکر (یعنی میری یاد اور نصیحت) سے روگردانی کی تو اس کے لئے دنیاوی معاش (بھی) تنگ کر دیا جائے گا اور ہم اسے قیامت کے دن (بھی) اندھا اٹھائیں گے○‘‘

(۱) الزخرف، ۴۳: ۳۲

(۲) طٰہٰ، ۲۰: ۱۲۴

(۲) رزق کی کفالت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللهِ رِزْقُهَا.[(۱)]

''اور زمین میں کوئی چلنے پھرنے والا (جاندار) نہیں ہے مگر (یہ کہ) اس کا رزق اللہ (کے ذمۂ کرم) پر ہے۔''

وَاللهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍo[(۲)]

''اور اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق (وعطا) سے نوازتا ہےo''

وَ یْکَاَنَّ اللهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ.[(۳)]

''کتنا عجیب ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ فرماتا اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ فرماتا ہے۔''

اِنَّ اللهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِیْنُo[(۴)]

''بیشک اللہ ہی ہر ایک کا روزی رساں ہے، بڑی قوت والا ہےo''

وَلَقَدْ مَکَّنّٰکُمْ فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَکُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ.[(۵)]

''اور بیشک ہم نے تم کو زمین میں تمکّن وتصرّف عطا کیا اور ہم نے اس میں تمہارے لئے اسبابِ معیشت پیدا کئے۔''

---

(۱) هود، ۱۱ : ۶

(۲) النور، ۲۴ : ۳۸

(۳) القصص، ۲۸ : ۸۲

(۴) الذّٰریٰت، ۵۱: ۵۸

(۵) الاعراف، ۷: ۱۰

وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهُ بِرٰزِقِيْنَo[(۱)]

''اورہم نے اس میں تمہارے لئے اسبابِ معیشت پیدا کئے اور ان (انسانوں، جانوروں اور پرندوں) کے لئے بھی جنہیں تم رزق مہیا نہیں کرتےo''

(۳) درجاتِ معیشت

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا.[(۲)]

''ہم اِن کے درمیان دنیوی زندگی میں ان کے (اسبابِ) معیشت کو تقسیم کرتے ہیں اور ہم ہی ان میں سے بعض کو بعض پر (وسائل و دولت میں) درجات کی فوقیت دیتے ہیں (کیا ہم یہ اس لئے کرتے ہیں) کہ ان میں سے بعض (جو امیر ہیں) بعض (غریبوں) کا مذاق اڑائیں۔''

اس آیتِ کریمہ میں حسبِ ذیل امور پر روشنی ڈالی گئی ہے:

۱۔ دنیوی زندگی کا دار و مدار اسبابِ معیشت پر ہے۔

۲۔ یہ وسائل افراد و اقوام میں تقسیم کرنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ہر کسی کو اسی کی حکمت و حکم کے مطابق رزق ملتا ہے۔

۳۔ یہ وسائل اللہ تعالیٰ نے افراد و اقوام میں یکساں تقسیم نہیں کئے بلکہ کسی کو کم اور کسی کو زیادہ عطا کیا ہے۔

۴۔ اس عدم مساوات میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ سب ایک دوسرے سے خدمت لیں، ایک دوسرے کے محتاج بھی ہوں اور معاون بھی۔

---

(۱) الحجر، ۱۵: ۲۰

(۲) الزخرف، ۴۳: ۳۲

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ م بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ج فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ م بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ط وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ○ (۱)

’’اور ہم نے کتنی ہی (ایسی) بستیوں کو برباد کر ڈالا جو اپنی خوشحال معیشت پر غرور و ناشکری کر رہی تھیں تو یہ ان کے (تباہ شدہ) مکانات ہیں جو ان کے بعد کبھی آباد ہی نہیں ہوئے مگر بہت کم، اور (آخرکار) ہم ہی وارث و مالک ہیں○‘‘

اس آیت کریمہ میں معیشت کی خوشحالی پر غرور کرنے والوں اور کثرتِ رزق و دولت پر اترانے والوں کے لئے وعید سنائی گئی ہے۔

(۴) معاشی عدل

اسلام ہمیں زندگی کے تمام پہلوؤں میں عدل سے کام لینے کی تعلیم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی. (۲)

’’عدل کیا کرو (کہ) وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے۔‘‘

دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے:

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ. (۳)

’’فرما دیجئے: میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے۔‘‘

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

---

(۱) القصص، ۲۸: ۵۸

(۲) المائدة، ۵: ۸

(۳) الاعراف، ۷: ۲۹

اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَo[۱]

''اور اے میری قوم! تم ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پورے کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور فساد کرنے والے بن کر ملک میں تباہی مت مچاتے پھروo''

ارشادِ ربانی ہے:

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَo[۲]

''اور انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول کو کم نہ کروo''

(۵) بخل اور حُبِ مال

بخل جیسی بری چیز سے یوں منع فرمایا:

وَ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّاo[۳]

''اور تم مال و دولت سے حد درجہ محبت رکھتے ہوo''

انسان کی ناشکری کا سبب بھی حُبِ دولت کو قرار دیا گیا ہے:

وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌo[۴]

''اور بیشک وہ (انسان) مال کی محبت میں بہت سخت ہےo''

ایسے لوگوں کی تباہی و بربادی کی خبر دی گئی ہے جنہوں نے مال جمع کرنے کو

www.MinhajBooks.com

(۱) هود، ۱۱: ۸۵
(۲) الرحمن، ۵۵:۹
(۳) الفجر، ۸۹: ۲۰
(۴) العديت، ۱۰۰:۸

مقصدِ زیست بنا لیا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ نِالَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝[1]

''ہر اس شخص کے لئے ہلاکت ہے جو (روبرو) طعنہ زنی کرنے والا ہے (اور پسِ پشت) عیب جوئی کرنے والا ہے ۝ (خرابی و تباہی ہے اس شخص کے لئے) جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھتا ہے ۝''

یہ اس کی کج فہمی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے:

وَ مَا يُغْنِىْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝[2]

''اور اس کا مال اس کے کسی کام نہیں آئے گا جب وہ ہلاکت (کے گڑھے) میں گرے گا ۝''

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰـهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ط بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ.[3]

''اور جو لوگ اس (مال و دولت) میں سے دینے میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے وہ ہرگز اس بخل کو اپنے حق میں بہتر خیال نہ کریں، بلکہ یہ ان کے حق میں برا ہے۔''

اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰـهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝[4]

www.MinhajBooks.com

---

(۱) الهمزة، ۱۰۴: ۱، ۲

(۲) الليل، ۹۲: ۱۱

(۳) آل عمران، ۳: ۱۸۰

(۴) النساء، ۴: ۳۷

”جو لوگ (خود بھی) بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو (بھی) بخل کا حکم دیتے ہیں اور اس (نعمت) کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی ہے، اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے o“

(۶) ارتکاز کی ممانعت

زر اندوزی کرنے والوں کو سخت وعید سنائی گئی ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے:

وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍo یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَo [۱]

”اور جو لوگ سونا اور چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیںo جس دن اس (سونے، چاندی اور مال) پر دوزخ کی آگ میں تاپ دی جائے گی پھر اس (تپے ہوئے مال) سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی، (اور ان سے کہا جائے گا) کہ یہ وہی (مال) ہے جو تم نے اپنی جانوں (کے مفاد) کے لئے جمع کیا تھا سو تم (اس مال کا) مزہ چکھو جسے تم جمع کرتے رہے تھےo“

كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ. [۲]

”تاکہ (سارا مال صرف) تمہارے مال داروں کے درمیان ہی نہ گردش کرتا

---

(۱) التوبۃ، ۹: ۳۴، ۳۵

(۲) الحشر، ۵۹: ۷

رہے۔‘‘

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا○[1]

’’اور نہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھا ہوا رکھو (کہ کسی کو کچھ نہ دو) اور نہ ہی اسے سارا کا سارا کھول دو (کہ سب کچھ ہی دے ڈالو) کہ پھر تمہیں خود ملامت زدہ (اور) تھکا ہارا بن کر بیٹھنا پڑے○‘‘

(۷) فضول خرچی سے پرہیز

اللہ تعالیٰ نے اسراف سے روکا ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ○[2]

’’کھاؤ اور پیو اور حد سے زیادہ خرچ نہ کرو کہ بیشک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا○‘‘

مزید فرمایا:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا○[3]

’’اور قرابتداروں کو ان کا حق ادا کرو اور محتاجوں اور مسافروں کو بھی (دو) اور (اپنا مال) فضول خرچی سے مت اڑاؤ○‘‘

اس طرح فضول خرچی کرنے والوں کو شیطانوں کا بھائی کہا ہے:

(۱) بنی اسرائیل، ۱۷: ۲۹
(۲) الاعراف، ۷: ۳۱
(۳) بنی اسرائیل، ۱۷: ۲۶

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ.[۱]

''بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔''

(۸) اعتدال پسندی

قرآن مجید انسانوں کو میانہ روی اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا○[۲]

''اور (یہ) وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا (زیادتی اور کمی کی) ان دو حدوں کے درمیان اعتدال پر (مبنی) ہوتا ہے○''

(۹) حرمتِ سود

قرآن مجید ہر انسان کو حلال ذرائع سے روزی کمانے کی تلقین کرتا ہے اسی لئے ہر وہ ذریعہ جو حرام کے ضمن میں آئے اس سے رزق کمانا اسلام کے نزدیک ناپسندیدہ ہے اور حرام میں شمار ہوتا ہے اسی لئے اللہ نے صاف الفاظ میں سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا.[۳]

''اور اللہ نے تجارت (سوداگری) کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔''

---

(۱) بنی اسرائیل، ۱۷: ۲۷
(۲) الفرقان، ۲۵: ۶۷
(۳) البقرة، ۲: ۲۷۵

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○[۱]

’’اے ایمان والو! دو گنا اور چوگنا کر کے سود مت کھایا کرو، اور اللہ سے ڈرا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ○‘‘

سود خور قیامت کے دن حواس باختہ ہوں گے جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قبروں سے اس طرح اٹھیں گے جس طرح کسی کو شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا ہو یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا کہ بیع سود ہی کی طرح تو ہوتی ہے، سود خوروں کو چیلنج کیا گیا ہے:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللهِ وَ رَسُوْلِهٖ.[۲]

’’پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے اعلانِ جنگ پر خبردار ہو جاؤ۔‘‘

(۱۰) انفاق اور عفو و درگزر

قرآن مجید عفو و درگزر کی تلقین کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ○[۳]

’’یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی (دونوں حالتوں) میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے (ان کی غلطیوں پر) درگزر کرنے والے ہیں، اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے○‘‘

(۱) آل عمران، ۳: ۱۳۰

(۲) البقرة، ۲: ۲۷۹

(۳) آل عمران، ۳: ۱۳۴

(۱۱) تلاشِ رزق

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے چاہے وہ زمین، دولت یا رزق ہو وہ سب اللہ ہی کا دیا ہوا ہے۔ وہی وہ واحد ہستی ہے جو ہر ایک کو رزق سے نوازتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللهِ الرِّزْقَ.(۱)

”بیشک تم اللہ کے سوا جن کی پوجا کرتے ہو وہ تمہارے لئے رزق کے مالک نہیں ہیں پس تم اللہ کی بارگاہ سے رزق طلب کیا کرو۔“

قرآن مجید میں آتا ہے:

وَاللهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَo(۲)

”اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہےo“

وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللهِ.(۳)

”اور (بعض) دوسرے لوگ زمین میں سفر کریں گے تاکہ اللہ کا فضل تلاش کریں۔“

(۱۲) رزقِ حلال

قرآن مجید پاکیزہ و حلال رزق کمانے اور کھانے کی تلقین کرتا ہے اور حرام، ناپاک اور مردار کھانے سے روکتا ہے، فرمان الٰہی ہے:

(۱) العنکبوت، ۲۹: ۱۷

(۲) الجمعة، ۶۲: ۱۱

(۳) المزمل، ۷۳: ۲۰

وَ کُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَo(۱)

’’اور جو حلال پاکیزہ رزق اللہ نے تمہیں عطا فرمایا ہے اس میں سے کھایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہوo‘‘

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

یٰٓاَيُّهَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌo(۲)

’’اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال اور پاکیزہ ہے کھاؤ، اور شیطان کے راستوں پر نہ چلو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہےo‘‘

وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ.(۳)

’’اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان پر پلید چیزوں کو حرام کرتے ہیں۔‘‘

(۱۳) حرام کی ممانعت

قرآن مجید جہاں ایک طرف حلال کھانے اور کمانے کی تلقین کرتا ہے وہاں دوسری طرف حرام ذرائع اختیار کرنے سے بھی روکتا اور ان کی شدت کے ساتھ ممانعت کرتا ہے۔ قرآن مجید میں واضح الفاظ میں حرام اشیاء کا ذکر موجود ہے۔ ان میں مردار، خون، خنزیر یا ایسے جانور کا گوشت جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو یا بتوں کے نام پر

(۱) المائدۃ، ۵: ۸۸

(۲) البقرۃ، ۲: ۱۶۸

(۳) الاعراف، ۷: ۱۵۷

ذبح کیا ہو۔ ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةَ وَ الدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيۡرِ اللّٰهِ‌ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ○ (۱)

”اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو حرام کیا ہے، پھر جو شخص سخت مجبور ہو جائے نہ تو نافرمانی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر (زندگی بچانے کی حد تک کھا لینے میں) کوئی گناہ نہیں، بیشک اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے○“

وَلَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ وَ تُدۡلُوۡا بِهَآ اِلَى الۡحُكَّامِ لِتَاۡكُلُوۡا فَرِيۡقًا مِّنۡ اَمۡوَالِ النَّاسِ بِالۡاِثۡمِ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ○ (۲)

”اور تم ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق نہ کھایا کرو اور نہ مال کو (بطورِ رشوت) حاکموں تک پہنچایا کرو کہ یوں لوگوں کے مال کا کچھ حصہ تم (بھی) ناجائز طریقے سے کھا سکو حالانکہ تمہارے علم میں ہو (کہ یہ گناہ ہے)○“

وَ اَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ‌ؕ ذٰلِكُمۡ فِسۡقٌ. (۳)

”اور یہ (بھی حرام ہے) کہ تم پانسوں (یعنی فال کے تیروں) کے ذریعے قسمت کا حال معلوم کرو (یا حصے تقسیم کرو)، یہ سب کام گناہ ہیں۔“

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَالۡمَيۡسِرُ وَالۡاَنۡصَابُ وَالۡاَزۡلَامُ

---

(۱) البقرة، ۲: ۱۷۳

(۲) البقرة، ۲: ۱۸۸

(۳) المائدة، ۵: ۳

رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ فَاجۡتَنِبُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ○[۱]

’’اے ایمان والو! بیشک شراب اور جوا اور (عبادت کے لئے) نصب کئے گئے بُت اور (قسمت معلوم کرنے کے لئے) فال کے تیر (سب) ناپاک شیطانی کام ہیں۔ سوتم ان سے (کلیتًا) پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ○‘‘

(۱۴) کفالتِ یتامیٰ و مساکین

قرآن مجید خیرات واحسان کا حکم دیتا ہے۔ سورۃ الماعون میں اس طرف یوں اشارہ کیا گیا ہے:

اَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ يُكَذِّبُ بِالدِّيۡنِ○ فَذٰلِكَ الَّذِىۡ يَدُعُّ الۡيَتِيۡمَ○ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الۡمِسۡكِيۡنِ○ فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ○ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ○ الَّذِيۡنَ هُمۡ يُرَآءُوۡنَ○ وَ يَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ○[۲]

’’کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے؟○ تو یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے (یعنی یتیموں کی حاجات کو رد کرتا اور انہیں حق سے محروم رکھتا ہے)○اور محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا (یعنی معاشرے سے غریبوں اور محتاجوں کے معاشی اِستحصال کے خاتمے کی کوشش نہیں کرتا)○ پس افسوس (اور خرابی) ہے ان نمازیوں کے لئے○ جو اپنی نماز (کی روح) سے بے خبر ہیں (یعنی انہیں محض حقوق اللہ یاد ہیں حقوق العباد بھلا بیٹھے ہیں)○ وہ لوگ (عبادت میں) دکھلاوا کرتے ہیں (کیونکہ وہ خالق کی رسمی بندگی بجا لاتے ہیں اور پسی ہوئی مخلوق سے بے پرواہی برت رہے ہیں)○ اور وہ برتنے کی معمولی سی چیز بھی مانگے نہیں دیتے○‘‘

(۱) المائدۃ، ۵: ۹۰

(۲) الماعون، ۱۰۷: ۱۔۷

(۱۵) ممانعتِ ہلاکت اور انفاق و احسان

خدا کی راہ میں خرچ کرنا احسان ہے۔ قرآن مجید کہتا ہے:

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ ج وَ اَحْسِنُوْا ج اِنَّ اللهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَo(۱)

’’اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو، اور نیکی اختیار کرو، بیشک اللہ نیکوکاروں سے محبت فرماتا ہےo‘‘

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا کَثِیْرَةً ط وَاللهُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَo(۲)

’’کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے پھر وہ اس کے لئے اسے کئی گنا بڑھا دے گا، اور اللہ ہی (تمہارے رزق میں) تنگی اور کشادگی کرتا ہے، اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گےo‘‘

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللهَ بِهٖ عَلِیْمٌo(۳)

’’تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے جب تک تم (اللہ کی راہ میں) اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو، اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو بیشک اللہ اسے خوب جاننے والا ہےo‘‘

---

(۱) البقرۃ، ۲: ۱۹۵

(۲) البقرۃ، ۲: ۲۴۵

(۳) آل عمران، ۳: ۹۲

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ.[۱]

’’اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی ساری ملکیت اللہ ہی کی ہے (تم تو فقط اس مالک کے نائب ہو)۔‘‘

(۱۶) خوفِ رزق کے باعث قتلِ اولاد کی ممانعت

قرآن مجید میں واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ اپنی اولاد کو روزی کے خوف و ڈر کے باعث قتل مت کرو، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ.[۲]

’’اور مفلسی کے باعث اپنی اولاد کو قتل مت کرو۔ ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی (دیں گے)۔‘‘

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا.[۳]

’’مال اور اولاد (تو صرف) دنیاوی زندگی کی زینت ہیں۔‘‘

(۱۷) مختلف طبقاتِ زندگی کے مابین تفاوت کا خاتمہ

اسلام نے مختلف طبقاتِ زندگی کو ایک دوسرے کے قریب لانے کا طریقہ کار یوں وضع کیا ہے کہ ارتکازِ دولت اور امیر لوگوں کے تعیش پسند طرزِ زندگی کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ علاوہ ازیں غریبوں کے معاشی طرزِ زندگی کو بلند کیا جائے، حکومت کے خزانوں اور اغنیاء کی دولت میں ان غریبوں کے حقوق کا تعین کیا جائے اور اس سلسلے میں عملی طریقہ کار وضع کیا جائے۔

www.MinhajBooks.com

(۱) الحدید، ۵۷: ۱۰

(۲) الانعام، ۶: ۱۵۱

(۳) الکہف، ۱۸: ۴۶

نیکی اور بھلائی کے راستوں پر خرچ کرنے کی ترغیب دی جائے۔ بخل، ریا اور احسان جتلانے کی مذمت کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے تعاون اور قرضِ حسنہ کے طریقے متعین کئے جائیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ.(۱)

''اور نیکی اور پرہیز گاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کام) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔''

(۱۸) تلاشِ ذرائعِ دولت وثروت کا وجوب

دولت وثروت کے ذرائع کی تلاش کے لئے کوشاں رہنا چاہیے اور ان ذرائع اور خزانوں کی حفاظت کی لوگوں کو ترغیب دینی چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو کچھ اس کائنات میں پایا جاتا ہے وہ انسان کے لئے مسخر کر دیا گیا ہے اور وہ اس سے مستفید ہو رہا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِىْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ٥(۲)

''اور وہی ہے جس نے (فضا و بر کے علاوہ) بحر (یعنی دریاؤں اور سمندروں) کو بھی مسخر فرما دیا تاکہ تم اس میں سے تازہ (و پسندیدہ) گوشت کھاؤ اور تم اس میں سے موتی (وغیرہ) نکالو جنہیں تم زیبائش کے لئے پہنتے ہو، اور (اے انسان!) تُو

---

(۱) المائدۃ، ۵: ۲

(۲) النحل، ۱۶: ۱۴

کشتیوں (اور جہازوں) کو دیکھتا ہے جو (دریاؤں اور سمندروں کا) پانی چیرتے ہوئے اس میں چلے جاتے ہیں، اور (یہ سب کچھ اس لئے کیا) تاکہ تم (دور دور تک) اس کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرو اور یہ کہ تم شکرگزار بن جاؤ o"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

رَّبُّكُمُ الَّذِی يُزْجِی لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ؕ اِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا o [1]

"تمہارا رب وہ ہے جو سمندر (اور دریا) میں تمہارے لئے (جہاز اور) کشتیاں رواں فرماتا ہے تاکہ تم (اندرونی و بیرونی تجارت کے ذریعہ) اس کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرو، بیشک وہ تم پر بڑا مہربان ہے o"

(۱۹) صاحبِ استطاعت پر کسبِ رزق کا وجوب

اسلام میں کسبِ رزق کی پُرزور ترغیب دی گئی ہے اور اسے صاحبِ استطاعت پر واجب قرار دیا گیا ہے۔ اسلام ماہرین صنعت و حرفت اور پیشہ ور کاریگروں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اسی لئے بھیک مانگنا جرم ہے اور اس بات کی تشہیر کرنے کو کہا گیا ہے کہ بہترین عبادت کسبِ رزق ہے کیونکہ کسبِ رزق انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے اور بہترین کسبِ رزق وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کیا جائے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ایسے بے روزگار جو جان بوجھ کر کوئی کام نہیں کرتے ان کی حوصلہ شکنی کی جائے کیونکہ ایسے لوگ معاشرے پر بوجھ ہوتے ہیں۔ اسلام میں اس طرح کی بے روزگاری اور توکل کا کوئی تصور نہیں بلکہ توکل کا مفہوم یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کیا جائے اور نتائج اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے حاصل کیے جائیں اور جو ایسا نہیں کرتا وہ توکل کرنے والا نہیں ہے۔ رزق کا حصول انتھک کوشش کے ساتھ مشروط ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

(۱) بنی اسرائیل، ۱۷: ۶۶

وَجَعَلۡنَا الَّيۡلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيۡنِ فَمَحَوۡنَآ اٰيَةَ الَّيۡلِ وَ جَعَلۡنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبۡصِرَةً لِّتَبۡتَغُوۡا فَضۡلاً مِّنۡ رَّبِّكُمۡ.(۱)

''اور ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا پھر ہم نے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور ہم نے دن کی نشانی کو روشن بنایا تاکہ تم اپنے رب کا فضل (رزق) تلاش کرسکو۔''

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانۡتَشِرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللهِ.(۲)

''پھر جب نماز ادا ہوچکے تو زمین میں منتشر ہوجاؤ اور (پھر) اللہ کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرنے لگو۔''

(۲۰) مال باعثِ قیامِ زندگی

اسلام نے نفع مند مال کی تعریف کی ہے اور اس مال کے کمانے کی خواہش اور حرص کو اور اسے احسن طریقے سے خرچ کرنے اور اس مال کو مزید ثمر آور بنانے کو ضروری قرار دیا ہے۔ ایسے امیر آدمی کو سراہا ہے جو مال ملنے پر شاکر ہو اور اس مال کو لوگوں کی منفعت اور خیر خواہی کے لئے خرچ کرے جبکہ اس ضمن میں سوائے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے اور کوئی چیز اس کے پیش نظر نہ ہو۔ اسلام میں ایسی کوئی فکر نہیں پائی جاتی جس کی بنیاد پر دنیا اور مال و دولت کو بُرا کہا جائے۔ ایسی فکر سے سوائے سرکشی اور فتنہ وفساد کے اور کوئی چیز جنم نہیں لیتی اور اس سے معصیت، فسق و فجور اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری پیدا ہوتی ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے:

(۱) بنی اسرائیل، ۱۷: ۱۲

(۲) الجمعۃ، ۶۲: ۱۰

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ قِيٰماً. (۱)

''اور تم بے سمجھوں کو اپنے (یا ان کے) مال سپرد نہ کرو جنہیں اللہ نے تمہاری معیشت کی استواری کا سبب بنایا ہے۔''

یہاں قرآن مجید نے مال اور معاش کو انسانی زندگی کی بقا و استحکام کی بنیاد قرار دیا ہے اور اس کی اہمیت واضح کی ہے۔ جب تک معاشرہ ٹھوس معاشی بنیادوں پر استوار نہیں ہو گا اس وقت تک خوشحالی اور آسودگی فرد کا مقدر نہیں بن سکتیں۔

(۲۱) اسلامی معاش اور اسلامی اخلاق کا باہم لزوم

قرآن مجید میں سورۃ الماعون کا سارا مضمون اسی تصور کو اجاگر کرتا ہے۔ یہاں قرآن مجید نے مسئلۂ معاش کو براہِ راست انسانی زندگی میں نیکی اور بدی کے امتیاز میں ایک مؤثر بلکہ فیصلہ کن عامل قرار دیا ہے اور اسی کو اخلاقِ اسلامی کی اساس قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں اس مضمون کو یوں ارشاد فرمایا گیا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ. (۲)

''تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے جب تک تم (اللہ کی راہ میں) اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔''

قرآن مجید معاشرے میں اعتدال اور توازن قائم کر کے طبقاتی کشمکش کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دینا چاہتا ہے اس لئے نیکی کے تصور کو محرومیوں کی آگ میں جلتے ہوئے لوگوں کی حالت سنوارنے سے مشروط کر دیا گیا ہے۔ چند ہاتھوں میں وسائلِ قدرت کا ارتکاز تمام سماجی برائیوں کی جڑ ہے اور اسلامی تعلیمات میں اس جڑ کو کاٹنے پر زور دیا گیا ہے۔

(۱) النساء، ۴: ۵

(۲) آل عمران، ۳: ۹۲

ایک حقیقی اسلامی معاشرہ کے لئے ان خصوصیات کا حامل ہونا ناگزیر ہے کہ اس میں سب اہل ایمان باہم ایک دوسرے کے جان و مال اور عزت و آبرو کے محافظ بن جائیں اور جمہوری اقدار کی پاسداری کرنے والی حکومت بلا امتیاز ہر فردِ معاشرہ کو روزگار، علاج معالجہ، صحت، تعلیم و تربیت اور بنیادی ضرورتوں کی فراہمی یقینی بنائے۔ اس اسلامی معاشرے میں قانون کی حاکمیت (Rule of Law) کا دور دورہ ہو اور اس کا بنیادی ڈھانچہ اجتماعی عدل اور احسان کے غیر متبدل اصولوں پر استوار ہو۔ ربا اور تمام سودی لین دین یک قلم موقوف کر دیئے جائیں اور بلا سود بینکاری کو ہر سطح پر بلا تاخیر رائج کیا جائے تاکہ معاشی ناہمواریوں پر مبنی استحصال کی تمام صورتوں کا خاتمہ ممکن ہو۔

اس نکتے کی وضاحت اس ارشادِ ربّانی سے ہوتی ہے:

بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمۡ فِي الۡاَرۡضِ مُسۡتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ ○ (۱)

’’تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔ اب تمہارے لئے زمین میں ہی معیّنہ مدت تک جائے قرار ہے اور نفع اٹھانا مقدّر کر دیا گیا ہے ○‘‘

یہاں قرآن مجید نے مسئلہ معاش کو انسانی زندگی کی کشمکش اور اس سے جنم لینے والی رقابتوں اور عداوتوں کی علت اور اساس قرار دیا ہے اور انسانوں کو باور کرایا گیا ہے کہ اموال پر تمہیں فقط ایک خاص مدت کے لئے حقِ تصرف حاصل ہے، یہ زمین اللہ کی ہے اور وہی اس کا مالک ہے۔

۲۔ احادیثِ نبوی ﷺ میں بنیادی معاشی اصطلاحات کا بیان

جس طرح قرآن مجید میں جگہ جگہ معاشیات کا ذکر کیا گیا ہے اسی طرح

(۱) البقرۃ، ۲: ۳۶

احادیثِ نبوی ﷺ میں بھی معاشیات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چند فرمودات نبوی ﷺ درج ذیل ہیں:

(۲۲) اقتصادی اعتدال

۱۔ الاقتصاد في النفقة نصف المعيشة.(۱)

''خرچ میں اعتدال آدھی معیشت ہے۔''

۲۔ ما عال من اقتصد.(۲)

''جس نے میانہ روی اختیار کی وہ محتاج نہیں ہوگا۔''

(۲۳) فریضہ طلبِ حلال

۱۔ طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة.(۳)

''رزق حلال کی تلاش فرض عبادت کے بعد (سب سے بڑا) فریضہ ہے۔''

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۷: ۲۵، رقم: ۶۷۴۴
۲۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۵: ۲۵۴، رقم: ۶۵۶۷

(۲) ۱۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۰: ۱۰۸، رقم: ۱۰۱۱۸
۲۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۲۵۲

(۳) ۱۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۶: ۱۲۸، رقم: ۱۱۶۹۵
۲۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۶: ۴۲۰، رقم: ۸۷۴۱
۳۔ قضاعي، مسند الشهاب، ۱: ۱۰۴، رقم: ۱۲۱
۴۔ ديلمي، الفردوس بمأثور الخطاب، ۲: ۴۴۱، رقم: ۳۹۱۸
۵۔ أبو نعيم، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ۷: ۱۲۶

إذا صليتم الصبح فلا تناموا عن طلب أرزاقكم، فإن نومة الصبحة يمنع الرزق.(۱)

''جب صبح کی نماز ادا کر لو تو اپنے رزق کی طلب سے غافل ہو کر سو نہ جاؤ، کیونکہ صبح کی نیند رزق کو روکتی ہے۔''

(۲۴) محنت اور جائز تجارت

۱۔ عن رافع بن خديج، قال: قيل: يا رسول الله! أي الكسب أطيب؟ قال: عمل الرجل بيده وكل بيع مبرور.(۲)

''حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! کون سی کمائی سب سے پاکیزہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت۔''

۲۔ عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: رحم الله عبدًا سمحًا إذا باع، سمحًا إذا اشترى، سمحًا إذا اقتضى.(۳)

''حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرتا ہے جو بیچے تو نرمی سے بیچے، خریدے تو نرمی سے

---

(۱) ۱۔ هندي، كنز العمال، ۴: ۲۱، رقم: ۹۲۹۹

۲۔ شعراني، كشف الغمة عن جميع الأمة، ۲: ۳

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۴۱، رقم: ۱۷۲۶۵

۲۔ هندي، كنز العمال، ۴: ۱۲۴، رقم: ۹۸۶۱

۳۔ تبريزي، مشكاة المصابيح، ۲: ۱۳۳، رقم: ۲۷۸۳

(۳) ابن ماجه، السنن، كتاب التجارات، باب السماحة في البيع، ۲: ۷۴۲، رقم: ۲۲۰۳

خریدے اور فیصلہ کرے تو نرمی سے کرے۔‘‘

۳۔ عن صخر الغامدی قال: قال رسول الله ﷺ: اللهم بارک لأمتي في بکورها.

قال: وکان إذا بعث سرية أو جيشًا بعثهم في أوّل النهار.

قال: وکان صخر رجلاً تاجرًا فکان يبعث تجارته في أوّل النهار فاثری وکثر ماله.(۱)

’’حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! میری امت کو اس کی صبح میں برکت دے۔

’’حضرت صخر غامدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے کوئی چھوٹا یا بڑا لشکر روانہ فرمانا ہوتا تو شروع دن میں روانہ فرماتے۔

’’راوی کہتے ہیں کہ حضرت صخر رضی اللہ عنہ تاجر آدمی تھے وہ اپنے تجارتی قافلے شروع دن میں روانہ کرتے تو وہ بہت مالدار ہو گئے اور ان کا مال بہت بڑھ گیا۔‘‘

اس سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز کے بعد ہی لین دین کے کاموں میں مشغول ہونا اور تجارت کرنا برکت کا ذریعہ ہے۔

(۲۵) عمدگیٔ اکتسابِ مال

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(۱) ابن ماجه، السنن، کتاب التجارات، باب ما يرجی من البرکة في البکور، ۲: ۷۵۲، رقم: ۲۲۳۶

نعم المال الصالح للمرء الصالح.[۱]

’’اچھا مال اچھے آدمی کے لئے اچھی چیز ہے۔‘‘

(۲۶) وسائل میں سوسائٹی کی شراکت اور اجتماعی کفالت

۱۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

طعام الواحد يكفي الإثنين وطعام الإثنين يكفي الأربعة وطعام الأربعة يكفي الثمانية.[۲]

’’ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہوتا ہے، دو آدمیوں کا کھانا چار کے لئے اور چار آدمیوں کا کھانا آٹھ آدمیوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔‘‘

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

من كان معه فضل ظهر فليعد به على من لا ظهر له، ومن كان له فضل من زاد فليعد به على من لا زاد له، قال: فذكر من أصناف المال ما ذكر حتى رأينا أنه لا حق لأحد منا في فضل.[۳]

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۹۷، رقم: ۱۷۷۶۳
۲۔ بخاري، الأدب المفرد: ۱۱۲، رقم: ۲۹۹
۳۔ قضاعي، مسند الشهاب، ۲: ۲۵۹

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب الأشربة، باب فضيلة المواساة في الطعام القليل، ۳: ۱۶۳۰، رقم: ۲۰۵۹

(۳) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب اللقطة، باب استحباب المؤاساة بفضول المال، ۳: ۱۳۵۴، رقم: ۱۷۲۸
۲۔ ابوداؤد، السنن، كتاب الزكاة، باب في حقوق المال، ۲: ۱۲۵، رقم: ۱۶۶۳

’’تم میں سے جس شخص کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہے وہ اس کو لوٹا دے جس کے پاس نہیں ہے جس کے پاس ضرورت سے زائد سامان خورد ونوش ہے وہ اسے لوٹا دے جس کے پاس نہیں ہے۔ اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ مختلف اصنافِ مال کا ذکر فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ ضرورت سے زائد کسی بھی شے میں ہمارا حق نہیں رہا۔‘‘

(۲۷) قناعت

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

طوبی لمن هدي إلی الإسلام و كان عيشه كفافاً و قنع. (۱)

’’قابلِ رشک ہے وہ شخص جس کو اسلام کی ہدایت نصیب ہوئی، اسے بقدر کفایت زندگی کے ذرائع و وسائل ملے اور اس نے اس پر قناعت کی۔‘‘

اس حدیث میں ’’عيشة‘‘ سے مراد سامانِ زیست، ذریعۂ زندگی اور کھانے پینے کی چیزیں ہیں جن پر زندگی بسر کی جاتی ہے۔ صحیح مسلم میں ’’عیشہ‘‘ کے مترادف لفظ ’’رزق‘‘ استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

قد أفلح من أسلم، ورزق كفافاً، و قنعه اﷲ بما آتاه. (۲)

’’جس نے اسلام قبول کیا اور اسے بقدرِ کفایت رزق عطا کیا گیا اور اللہ نے اپنے عطا کردہ مال پر قناعت عطا کردی تو وہ شخص کامیاب ہوا۔‘‘

www.MinhajBooks.com

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۹، رقم: ۲۳۹۴۴
۲۔ ابن حبان، الصحيح، ۲: ۴۸۱، رقم: ۷۰۶

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب في الكفاف والقناعة، ۲: ۷۳۰، رقم: ۱۰۵۴

(۲۸) غربت کا نتیجہ

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كاد الفقر أن يكون كفرًا.(۱)

’’ممکن ہے غربت و افلاس (کا ردِعمل) کفر کی حد تک پہنچ جائے۔‘‘

معاشی کفالت ہر شہری کا بنیادی حق ہے غربت و افلاس کے اندھیروں میں ایمان کی شمع کو روشن رکھنا اکثر ممکن نہیں رہتا۔ اندر کا انسان سرکشی اور بغاوت پر اتر آتا ہے اور یہ سرکشی اور بغاوت خالقِ کائنات کے وجود سے انکار پر بھی منتج ہو سکتی ہے۔

(۲۹) مال ضائع کرنے کی ممانعت

حضور نبی اکرم ﷺ نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا:

إن الله ينهاكم عن قيل وقال، وإضاعة المال، وكثرة السؤال.(۲)

’’اللہ تعالیٰ نے قیل و قال، ضیاعِ مال اور کثرتِ سوال سے منع کیا ہے۔‘‘

(۳۰) بہترین کمائی

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما أكل أحد طعامًا قط، خيرًا من أن يأكل من عمل يده، وأن نبي

(۱) ۱۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۵: ۲۶۷، رقم: ۶۶۱۲

۲۔ تبريزي، مشكاة المصابيح، ۳: ۸۲، رقم: ۵۰۵۰

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۴۹، رقم: ۱۸۱۷۹

۲۔ قضاعي، مسند الشهاب، ۲: ۱۵۶، رقم: ۱۰۸۸، ۱۰۸۹

الله داود ﷺ كان يأكل من عمل يده.[۱]

’’بہترین کھانا وہ ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے اور اللہ کے نبی داؤد ﷺ اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔‘‘

(۳۱) گداگری کی مذمت

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما يزال الرجل يسأل الناس، حتى يأتي يوم القيامة ليس في وجهه مزعة لحم.[۲]

’’آدمی ہمیشہ لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن جب وہ حاضر ہوگا تو اس کے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا۔‘‘

(۳۲) حرمتِ مال اور احترامِ ملکیت

دوسروں کے مال کی حفاظت نہ کرنے کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے بلکہ ان کی املاک کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے کی تعلیم دی ہے۔ یہ اس وقت تک ہے کہ جب تک اس کا منفعتِ عامہ کے ساتھ تعارض نہ ہو۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے:

---

(۱) بخاري، الصحيح، كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، ۲: ۷۳۰، رقم: ۱۹۶۶

(۲) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الزكاة، باب من سأل الناس تكثراً، ۲: ۵۳۶، رقم: ۱۴۰۵

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب ، باب كراهة المسألة للناس، ۲: ۷۲۰، رقم: ۱۰۴۰

۳۔ طبراني، المعجم الكبير، ۹: ۳۳۱، رقم: ۹۸۷۲۰

كل المسلم على المسلم حرام، دمه وماله وعرضه.[١]

’’ایک مسلمان کا خون، مال اور آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔‘‘

۳۔ عہدِ خلافت راشدہ میں معاشیات

قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ ﷺ سے ملنے والی تعلیمات کی روشنی میں خلفائے راشدین نے علمِ معاشیات کو اسلامی تناظر میں اپنایا اور اس کو عملی صورت میں نافذ کر دکھایا۔ ذیل میں ہم خلفائے راشدین کے دور میں معاشیات کے استعمال کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

(۳۳) انکارِ زکوٰۃ پر جہاد

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے بعد جن بنیادی امور کو سرانجام دیا ان میں سے ایک منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف جہاد بھی شامل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

والله لأقاتلن من فرق بين الصلاة والزكاة فإن الزكاة حق المال والله لو منعوني عناقًا كانوا يؤدونها إلى رسول الله ﷺ لقاتلتهم على منعها.[٢]

’’خدا کی قسم میں ہر اس شخص سے جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے، جہاد کروں گا کیونکہ زکوٰۃ دینا مال کا حق ہے خدا کی قسم! اگر کوئی بکری کا ایک بچہ بھی دینے سے انکار کرے جو وہ بطور زکوٰۃ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتا تھا تو میں اس کے خلاف بھی جہاد کروں گا۔‘‘

---

(١) أحمد بن حنبل، المسند، ٢: ٧٧، رقم: ٧٧٢٧

(٢) بخاري، الصحيح، كتاب الزكاة، باب وجوب الزكاة وقول الله تعالى أقيموا الصلاة وآتوا الزكاة، ٢: ٥٠٧، رقم: ١٣٣٥

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس عزمِ مصمم سے یہ اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی نظر میں زکوٰۃ یعنی مالی معاملات کی کتنی اہمیت تھی۔

(۳۴) زرعی پیداوار میں معاشی حقوق

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

بسم الله الرحمن الرحيم من أبي بكر الصديق إلى أبي عبيدة بن الجراح سلام عليک فإني أحمد إليک الله الذي لا إله إلا هو أما بعد فمن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليمنع من الفساد من قرى الداريين وإن كان أهلها قد جلوا عنها وأراد الداريون أن يزرعوها فعلوا فإذا رجع أهلها إليها فهي لهم وأحق منهم والسلام عليک. (۱)

’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ابو بکر صدیق سے ابو عبیدہ بن جراح کی طرف تم پر سلامتی ہو، میں تمہارے ساتھ اس اللہ کی نعمت پر اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کے بعد پس جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ داریین کی بستیوں میں فساد بپا کرنے سے باز رہے اگرچہ اُن بستیوں میں بسنے والے (داریین) جلا وطنی ہی کیوں نہ اختیار کر چکے ہو۔ اور اگر وہ اس (گاؤں) میں کچھ بونے (کاشت) کا ارادہ رکھیں تو وہ بو سکتے ہیں۔ پس جب اس کے اہل ان (بستیوں) کی طرف پلٹ کر آئیں تو وہ ان کی ہیں اور ان کی ملکیت کے زیادہ حقدار ہیں آپ پر اللہ کی سلامتی ہو۔‘‘

(۱) ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۳: ۳۵۵

(۳۵) بیت المال سے حکمران کا مشاہرہ

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاکم مقرر ہوئے تو ان کے لئے بیت المال سے کچھ خرچ مقرر کیا گیا۔ ذیل میں بیان کیے گئے نکات اسلام کے معاشی نظام کے عملی اسلوب میں روح کی حیثیت رکھتے ہیں۔

قال عطاء بن السائب: لما استخلف أبو بكر أصبح غاديًا إلى السوق وعلى رقبته أثواب يتجر بها فلقيه عمر بن الخطاب وأبو عبيدة بن الجراح. فقالا له: أين تريد يا خليفة رسول الله؟ قال: السوق، قالا: تصنع ماذا وقد وليت أمر المسلمين؟ قال: فمن أين أطعم عيالي؟ قالا له: انطلق حتى نفرض لک شيئًا فانطلق معهما ففرضوا له كل يوم شطر شاة وما كسوه في الرأس والبطن. (۱)

’’عطا بن سائب سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو ایک روز صبح کو وہ بازار کی طرف جا رہے تھے ان کے کندھے پر وہ کپڑے تھے جن کی وہ تجارت کرتے تھے انہیں عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما ملے دونوں نے کہا: اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ کہاں کا ارادہ کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: بازار کا۔ دونوں نے کہا کہ آپ یہ کرتے ہیں حالانکہ آپ مسلمانوں کے امور کے والی ہیں؟ انہوں نے کہا: پھر میں اپنے عیال کو کہاں سے کھلاؤں؟ دونوں نے ان سے کہا کہ آپ (ہمارے ساتھ) چلئے ہم آپ کا کچھ حصہ مقرر کرتے ہیں۔ وہ ان کے ہمراہ گئے ان لوگوں نے آپ کے لئے روزانہ نصف بکری اور پہننے کو کپڑے بیت المال سے مقرر کر دیئے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۳: ۱۸۴

۲۔ ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۲: ۴۷۳

عن حميد بن هلال قال: لما بُويع أبو بكر أصبح وعلى ساعده أبراد فقال عمر: ما هذا؟ قال يعني لي عيال، قال: لا انطلق يفرض لک أبو عبيدة، فانطلقا إلى أبي عبيدة. فقال: افرض لک قوت رجل من المهاجرين وكسوته ولک ظهرک إلى البيت.[1]

’’حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو اگلی صبح آپ چادریں کندھے پر لئے (بازار کی طرف جا رہے تھے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بھی اہل وعیال ہیں (یہ ان کے لئے سامانِ رزق ہے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں (آپ ایسا نہ کریں) آپ جائیں ابو عبیدہ آپ کے لئے کچھ (وظیفہ) مقرر کر دیتے ہیں۔ پس وہ دونوں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف گئے۔ انہوں نے کہا: میں آپ کے لئے مہاجرین میں سے ایک عام بندے کے برابر کھانا اور کپڑے اور گھر (آنے جانے) کے لئے ایک سواری مقرر کر دیتا ہوں۔‘‘

(۳۶) کسبِ معیشت کی تدابیر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں کو معاشی جدوجہد میں حصہ لینے کی نصیحت کیا کرتے:

لا يقعدن أحدكم عن طلب الرزق، ويقول: اللّهم! ارزقني. وقد علم أن السماء لا تمطر ذهبًا ولا فضة، وأن الله إنما يرزق الناس بعضهم من بعض، وتلا قوله تعالى: ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللهِ وَ اذْكُرُوا اللهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ٥﴾[2].[3]

---

(۱) ذهبي، سير أعلام النبلاء، ۲: ۴۷۲

(۲) الجمعة، ۶۲: ۱۰

(۲) كتاني، التراتيب الإدارية، ۲: ۲۳

’’تم میں سے کوئی بھی آدمی طلبِ رزق کے ذرائع کو چھوڑ کر نہ بیٹھ جائے اور یہ کہے کہ اے اللہ! مجھے رزق عطا فرما اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ بے شک آسمان سونا چاندی نہیں برساتا اور بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ لوگوں میں سے بعض کو بعض کے ذریعے رزق دیتا ہے پھر آپ نے اللہ کے اس قول کی تلاوت فرمائی: ﴿پھر جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور (پھر) اللہ کا فضل (یعنی رزق) تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤo﴾۔‘‘

(۳۷) غریبوں کی بحالی عزت اور ترغیبِ محنت

۱۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غریبوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

يا معشر الفقراء! ارفعوا رؤوسكم فقد اتضح الطريق. فاستبقوا الخيرات، ولا تكونوا عيالا على المسلمين. (۱)

’’اے گروہِ فقراء! اپنے سروں کو اٹھاؤ بے شک تمہارے سامنے ایک واضح راستہ ہے اور نیکیوں کی طرف سبقت لے جاؤ اور دوسرے مسلمانوں پر تکیہ کر کے نہ بیٹھ جاؤ۔‘‘

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

لا يقعدن أحدكم عن طلب الرزق، ويقول: اللّهم! ارزقني. وقد علم أن السماء لا تمطر ذهبًا ولا فضة. (۲)

’’تم میں سے کوئی شخص طلبِ رزق کے لئے (ہاتھ پر ہاتھ دھر کر) نہ بیٹھا

(۱) ۱۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۲: ۸۱، رقم: ۱۲۱۶
۲۔ ابن الجعد، المسند، ۱: ۲۸۵، رقم: ۱۹۲۱
۳۔ كتاني، التراتيب الإدارية، ۲: ۲۳

(۲) كتاني، التراتيب الإدارية، ۲: ۲۳

رہے، در آنحالیکہ وہ کہہ رہا ہو: اے اللہ! مجھے رزق عطا فرما اور وہ جان لے کہ آسمان سونا چاندی نہیں برساتا۔‘‘

(۳۸) زائد دولت میں محتاجوں کا حق

ابن حزم (م ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

قال عمر بن الخطاب ﷺ: لو استقبلت من أمري ما استدبرت لأخذت فضول أموال الأغنياء فقسمتها على فقراء المهاجرين. (۱)

’’حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے فرمایا: جس بات کا مجھے آج اندازہ ہوا ہے اگر اس کا پہلے سے اندازہ ہو جاتا تو میں اس میں کبھی تاخیر نہ کرتا اور بلاشبہ اربابِ ثروت کی فاضل دولت لے کر فقراء مہاجرین میں بانٹ دیتا۔‘‘

(۳۹) معاشی کفالت میں معاشرتی ضمانت

اسلام نے ہر شہری کو معاشرتی ضمانت، راحت و سکون اور معیشت کے تحفظ کی ضمانت دی ہے۔ یہ اس وقت تک ہے جب تک وہ اپنے فرائض کو بجا لا رہا ہے یا کسی مجبوری کی وجہ سے اپنے فرائض کی ادائیگی سے عاجز ہو جائے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق ﷺ ایک یہودی کے پاس سے گزرے جو کہ لوگوں سے بھیک مانگ رہا تھا۔ انھوں نے اسے ڈانٹا اور اس پوچھا کہ کس چیز نے اسے بھیک مانگنے پر مجبور کیا ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ کسی مجبوری کی وجہ سے بھیک مانگ رہا ہے تو حضرت عمر فاروق ﷺ اسے اپنے گھر لے گئے اور کچھ مال دیا اور اس سے جزیہ ختم کر دیا۔ امام ابو یوسف (۱۱۳۔۱۸۲ھ) لکھتے ہیں:

مرّ عمر بن الخطاب ﷺ بباب قوم وعليه سائل يسأل، شيخ كبير

(۱) ابن حزم، المحلي، ۶: ۱۵۸

ضرير البصر، فضرب عضده من خلفه وقال: من أي أهل الكتاب أنت؟ فقال: يهودي. قال: فما ألجاک إلی ما رأی؟ قال أسئل الجزية والحاجة والسن.

قال: فأخذ عمر بيده وذهب إلی منزله فرضخ له بشيء من المنزل. ثم أرسل إلی خازن بيت المال فقال: انظر هذا وضرباءه، فوالله ما أنصفناه إن أکلنا شبيبته ثم نخذله عند الهرم ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنَ﴾ والفقراء هم المسلمون، وهذا من المساکين من أهل الکتاب ووضع عنه الجزية وعن ضربائه.(۱)

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں میں سے کسی شخص کے دروازے کے پاس سے گزرے وہاں ایک سائل سوال کر رہا تھا جو نہایت ضعیف اور اندھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بازو پر پیچھے سے مارا اور کہا کہ تم کس اہلِ کتاب سے ہو؟ اس نے کہا کہ یہودی ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھے اس امر پر کس نے مجبور کیا جو میں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا کہ میں جزیہ کی ادائیگی، حاجات کی تکمیل اور عمر رسیدگی کی وجہ سے سوال کرتا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے گھر لے گئے اور اسے اپنے گھر سے کچھ مال دیا پھر اسے بیت المال کے خازن کی طرف بھیجا اور کہا کہ اسے اور اس قبیل کے دوسرے لوگوں کو دیکھو۔ خدا کی قسم! ہم نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ اس کی جوانی سے تو ہم نے خوب فائدہ اٹھایا اور بڑھاپے میں اسے رسوا کر دیا (پھر آپ نے یہ آیت پڑھی) ﴿بے شک صدقات فقراء اور مساکین کے لئے ہیں﴾ (اور فرمایا:) فقراء سے مراد مسلمان ہیں اور یہ اہلِ کتاب مساکین میں

(۱) أبو يوسف، کتاب الخراج: ۱۳۶

سے ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے اور اس جیسے دیگر کمزور لوگوں سے جزیہ ساقط کر دیا۔‘‘

(۴۰) اجتماعی معاشی تعاون

عن أبي عثمان قال كتب إلينا عمر ونحن بأذربيجان: يا عتبة بن فرقد! إنه ليس من كدّك ولا من كدّ أبيك ولا من كدّ أمك فاشبع المسلمين في رحالهم مما تشبع منه في رحلك. (۱)

’’حضرت ابو عثمان فرماتے ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں آذربائیجان میں خط لکھا کہ اے عتبہ بن فرقد! یہ دولت نہ تیری کمائی ہے نہ تیرے باپ کی کمائی ہے اور نہ ہی تیری ماں کی، اس لئے مسلمانوں کے گھروں میں رزق پہنچاؤ جس طرح اپنے اہلِ خانہ کو پہنچاتے ہو۔‘‘

(۴۱) فرضیتِ ادائیگیِ زکوٰۃ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی مالی معاملات کے بارے میں گاہے بگاہے ہدایات دیتے رہتے تھے۔ امام مالک (م ۱۷۹ھ) لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا ماہ جب قریب آتا تو آپ رضی اللہ عنہ زکوٰۃ کے لئے اعلان کرتے اور فرماتے:

هذا شهر زكاتكم فمن كان عليه دين فليؤد دينه حتى تحصل أموالكم فتؤدون منه الزكاة. (۲)

---

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة، ۳: ۱۶۴۲، رقم: ۲۰۶۹

(۲) ۱۔ مالك، الموطأ، كتاب الزكاة، باب الزكاة في الدين، ۱: ۲۵۳، رقم: ۵۹۳

۲۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۴: ۱۴۸، رقم: ۷۳۹۵

’’یہ تمہاری زکوٰۃ (ادا کرنے) کا مہینہ ہے پس جس کے اوپر قرض ہو وہ اسے ادا کر دے تاکہ تم اپنے (حقیقی) مال حاصل کرو اور پھر اس سے زکوٰۃ دو۔‘‘

(۴۲) جبری محنت کی ممانعت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جہاں مال کمانے کی تلقین کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ آپ رضی اللہ عنہ Child Labour کے بھی خلاف تھے۔ موطأ امام مالک میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

لا تكلّفوا الأمة غير ذات الصنعة الكسب فإنكم متى كلّفتموها ذلك كسبت بفرجها ولا تكلّفوا الصغير الكسب فإنه إذا لم يجد سرق وعفوا إذ أعفكم الله وعليكم من المطاعم بما طاب منها. (۱)

’’جو لونڈی کوئی ہنر نہ جانتی ہو اس کو کمائی پر مجبور مت کرو جب تم اس کو مجبور کرو گے تو وہ اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمائے گی اور چھوٹے بچے کو کام پر مجبور نہ کرو جب وہ (کام) نہیں پائے گا تو چوری کرے گا، تم ان پر (محنت کو) معاف کر دو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے معاف کی ہے اور اپنے لیے پاکیزہ وحلال روزی کو لازم کر لو۔‘‘

(۴۳) حکام وعمال کے لئے اقتصادی احکامات

دیگر خلفاء کی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی معاشی معاملات میں اپنے عمال کی اصلاح کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے خراج وصول کرنے والے عمال کو

(۱) ۱۔ مالك، الموطأ، كتاب الاستئذان، باب الأمر بالرفق بالمملوك، ۲: ۹۸۱، رقم: ۱۷۷۱

۲۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۶: ۳۷۹، رقم: ۸۵۹۱

اپنے خط میں لکھا:

فإنکم خزان الرعية ووکلاء الأمة وسفراء الآئمة. ولا تحسموا أحداً عن حاجته، ولا تحبسوا عن طلبته، ولا تبيعن للناس في الخراج کسوة شتاء، ولا صيف، ولا دابة يعتملون عليها، ولا عبداً ولا تضربن أحدا سوطا لمکان درهم، ولا تمسن مال أحد من الناس مصلّ ولا معاهد، إلا أن تجدوا فرساً أو سلاحاً يعدی به علی أهل الإسلام. (۱)

’’تم رعایا کے خزانہ دار، امت کے نمائندے اور آئمہ کے سفیر ہو خبردار کسی شخص کو اس کی ضرورت پورا کرنے سے نہ روکنا اور اس کے مطلوب کی راہ میں رکاوٹ پیدا نہ کرنا اور خراج وصول کرنے کے لئے اس کے سردی یا گرمی کے کپڑے نہ بیچ ڈالنا اور نہ اس جانور یا غلام پر قبضہ کرنا جو اس کے کام آتا ہے اور کسی کو درہم (پیسے) کی خاطر نہ مارنے لگنا اور کسی مسلمان یا کافر ذمی کے مال کو ہاتھ نہ لگانا مگر یہ کہ اس کے پاس کوئی ایسا گھوڑا یا اسلحہ ہو جسے دشمنانِ اسلام کو دینا چاہتا ہو۔‘‘

(۴۴) ٹیکس اور زرعی محصولات

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مصر میں مقرر کردہ عامل حضرت مالک بن اشتر نخعی رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں لکھا:

تفقد أمر الخراج بما يصلح أهله فإن في صلاحه وصلاحهم صلاحًا لمن سواهم، ولا صلاح لمن سواهم إلا بهم لأن الناس

(۱) سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ، نہج البلاغہ، ۳: ۸۰

كلهم عيال على الخراج وأهله. وليكن نظرك في عمارة الأرض أبلغ من نظرك في استجلاب الخراج لأن ذلك لا يدرك إلا بالعمارة. ومن طلب الخراج بغير عمارة أخرب البلاد وأهلك العباد، ولم يستقم أمره إلا قليلا، فإن شكوا ثقلا أو علة أو انقطاع شرب أو بالة أو إحالة أرض اغتمرها غرق أو أجحف بها عطش خففت عنهم بما ترجوا أن يصلح به أمرهم.[۱]

’’خراج اور مالگزاری میں وہ طریقہ اختیار کرنا جو مالگزاروں کے حق میں زیادہ مناسب ہو کہ خراج اور اہل خراج کی اصلاح ہی میں سارے معاشرے کی اصلاح ہے اور کسی کے حالات کی اصلاح خراج کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی، لوگ سب کے سب اسی خراج کے بھروسے زندگی گزارتے ہیں۔ خراج میں تمہاری نظر مال جمع کرنے سے زیادہ زمین کی آبادکاری پر ہونی چاہیے کہ مال کی جمع آوری زمین کی آبادکاری کے بغیر ممکن نہیں ہے اور جس نے آبادکاری کے بغیر مالگزاری کا مطالبہ کیا اس نے شہروں کو برباد کر دیا اور بندوں کو تباہ کر دیا اور اس کی حکومت چند دنوں سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی۔ اس کے بعد اگر لوگ گرانباری، ناگہانی آفت، نہروں کی خشکی، بارش کی کمی، زمین کی غرقابی کی بنا پر تباہی اور خشکی کی بنا پر بربادی کی کوئی فریاد کریں تو ان کے خراج میں اس قدر تخفیف کر دینا کہ ان کے امور کی اصلاح ہو سکے۔‘‘

(۴۵) تاجروں اور صنعت کاروں کے لئے ہدایات

اس خط میں تاجروں اور صنعتکاروں کے بارے میں فرمایا:

استوص بالتجار وذوي الصناعات، وأوص بهم خيرًا: المقيم

(۱) سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ، نہج البلاغہ: ۵۸۴

منهم، والمضطرب بماله، والمترفق ببدنه، فإنهم مواد المنافع وأسباب المرافق، وجلابها من المباعد والمطارح، في برّک وبحرک، وسهلک وجبلک، وحيث لا يلتئم الناس لمواضعها ولا يجترءون عليها. فإنهم سلم لا تخاف بائقته، وصلح لا تخشی غائلته.(۱)

’’تاجروں اور صنعتکاروں کے بارے میں نصیحت کرو اور دوسروں کو ان کے ساتھ نیک برتاؤ کی نصیحت کرو، چاہے وہ ایک مقام پر کام کر رہے ہوں یا جابجا گردش کرنے والے ہوں اور جسمانی محنت سے روزی کمانے والے ہوں۔ اس لیے کہ یہی افراد منافع کا مرکز اور ضروریات زندگی مہیا کرنے کا وسیلہ ہوتے ہیں یہی دور دراز مقامات بر و بحر، کوہ و میدان ہر جگہ سے ان ضروریات کو فراہم کرنے والے ہوتے ہیں جہاں لوگوں کی رسائی نہیں ہوتی ہے اور جہاں تک جانے کی لوگ ہمت نہیں کرتے۔ یہ وہ امن پسند لوگ ہیں جن سے فساد کا خطرہ نہیں ہوتا اور وہ صلح و آشتی والے ہوتے ہیں جن سے کسی شورش کا اندیشہ نہیں ہوتا۔‘‘

مندرجہ بالا روایات کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات ایسی ملتی ہیں جن سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خلفائے راشدین نے اپنے اپنے دور میں معاشرے میں معاشی اصلاحات کے نفاذ میں اہم کردار ادا کیا۔

۴۔ دورِ بنو امیہ کے چند معاشی نظائر

اسلام نے معاشی حوالے سے جو اپنی اصلاحات متعارف کرائیں ان کا کوئی ثانی اور نظیر نہیں ہے۔ اسلام کی معاشی اصلاحات ہر زمانے اور دور میں عمل پذیر رہی ہیں۔

(۱) سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ، نہج البلاغہ: ۵۸۶

خلافتِ راشدہ کے عہد میں معاشیات کی چند مثالیں بیان ہو چکی ہیں۔ ذیل میں ہم دورِ بنو امیہ میں سے معاشیات کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

(۴٦) اُموی عمال کی مالی پالیسی

دورِ بنو امیہ کے آغاز سے ہی اسلامی ریاست میں مختلف فتنوں نے جنم لے لیا تھا جن کا قلع قمع کرنے میں مسلمان حکمرانوں کی کافی توانائیاں صرف رہیں۔ ان فتنوں سے نمٹنے کے ساتھ ساتھ مسلمان حکمرانوں نے معاشی میدان میں اصلاحات کا عمل جاری رکھا۔ اُموی دور کے ایک خلیفہ عبدالملک بن مروان کے بارے میں امام ابو یوسف (۱۱۳۔ ۱۸۲ھ) لکھتے ہیں:

فلما ولي عبد الملک بن مروان بعث الضحاک بن عبد الرحمن الأشعری فاستقل ما يؤخذ منهم فأحصى الجماجم، وجعل الناس كلهم عمالا بأيديهم، وحسب ما يكسب العامل سنته كلها ثم طرح من ذلک نفقته في طعامه وأدمه وكسوته وحذائه وطرح أيام الأعياد في السنة كلها، فوجد الذي يحصل بعد ذلک في السنة لكل واحد أربعة دنانير فألزمهم ذلک جميعًا وجعلها طبقة واحدة، ثم حمل الأموال على قدر قربها وبعدها فجعل على كل مائة جريب زرع مما قرب دينارًا، وعلى كل ألف أصل كرم مما قرب دينارًا وعلى كل ألفي أصل مما بعد دينارًا، وعلى الزيتون على كل مائة شجرة مما قرب دينارًا، وعلى كل مائتي شجرة مما بعد دينارًا، وكان غاية البعد عنده مسيرة اليوم واليومين وأكثر من ذلک، وما دون اليوم

فهو في القرب.(۱)

’’جب عبد الملک بن مروان خلیفہ بنے تو انہوں نے ضحاک بن عبد الرحمٰن اشعری کو بھیجا جب وہ وہاں مستقل رہے تو وہ ان لوگوں سے جو کچھ بھی لیتے تھے ان کا شمار غیر واضح طور پر کرتے اور انہوں نے اپنے لئے تمام لوگوں کو مزدور بنا رکھا تھا اور مزدور سارا سال جو کماتے اس کا حساب کرتے پھر اس میں اس کا نفقہ جو کہ اس کے کھانے پینے، سالن، کپڑوں اور اس کے جوتوں کا حساب نکالتے اور اسی طرح سال کی تمام عیدوں کا بھی خرچ نکالتے اور اس کے بعد ہر ایک کے حساب میں جو کچھ بھی بچتا تھا وہ چار دینار ہوتا تھا پھر وہ تمام رقم ان کے ہاتھ میں دے دیتے اور انہوں نے ایک طبقہ ایسا بھی بنا رکھا تھا جو یہ تمام اموال جمع کرتا پھر ان اموال کو دور ونزدیک کی مسافت کے اعتبار سے اٹھاتا تھا۔ اور انہوں نے زراعت کے قریب والے سو کھیتوں پر ایک دینار مقرر کیا ہوا تھا اور اسی طرح قریب کی ہر ہزار ٹھوس چیزوں پر تعظیماً ایک دینار مقرر تھا اور اسی طرح دور کی ہر دو ہزار چیزوں پر بھی ایک دینار مقرر تھا۔ اسی طرح قریب کے زیتون کے سو درختوں پر بھی ایک دینار مقرر تھا اور ان کے نزدیک مزدور سے کام لینے کی غرض کچھ اس طرح ہوتی تھی کہ وہ ایک دن یا دو دن کی مسافت کے مطابق یا اس سے بھی زیادہ سفر کرے اور ان کے نزدیک جو سفر ایک دن کی مسافت سے کم ہوتا تو وہ قریب میں شمار ہوتا۔‘‘

(۴۷) عوامی بہبود پر خرچ کرنے کی تلقین

عبد الملک بن مروان نے حسان بن نعمان کو ایک خط کے ذریعے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے مال خرچ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے لکھا:

(۱) أبو یوسف، کتاب الخراج: ۴۴

إني قد اطلقت يدک في أموال مصر فأعط من معک ومن ورد عليک وأعط الناس واخرج إلى بلاد أفريقية على بركة الله وعونه.(۱)

’’بے شک میں نے تمہارا ہاتھ مصر کے مال کے لئے آزاد کر دیا ہے پس جو کچھ آپ کے پاس ہے اس میں سے (لوگوں کو) دو اور جو آپ کے لئے آیا ہے اس میں سے بھی دو، اللہ تعالیٰ کی برکت اور مدد کے بل بوتے پر (مصر کے علاوہ) افریقہ کے (باقی) ممالک کی طرف بھی نکلو (اور انہیں فتح کرو)۔‘‘

(۴۸) معاشی معاملات میں ایمانداری

اموی دور کے ایک اور نامور خلیفہ عمر بن عبد العزیز ہیں۔ ان کی فہم و فراست اور عمدہ حکمتِ عملی کی وجہ سے ان کو خلیفۂ خامس بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی اصلاحات میں بھی معاشی مسائل کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔ تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں بے شمار ایسے شواہد ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے معاشی حالات کو بہتر بنانے کے لئے بے شمار کام کئے۔ ان کی معاشی حوالے سے دلچسپی کو درج ذیل واقعات سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ اپنے عمال کے نام ایک خط میں وہ لکھتے ہیں:

فلا تخرجن لأحد من العمال رزقاً في العامة والخاصة فإنه ليس لأحد أن يأخذ رزقاً من مكانين في الخاصة والعامة ومن كان أخذ من ذلک شيئاً فاقبضه منه ثم أرجعه إلى مكانه الذي قبض منه.(۲)

’’کوئی بھی عامل عام اور خاص دونوں طریقوں سے رزق نہ نکالے کسی ایک کے

(۱) محمد ماهر حماده، الوثائق السياسية والإدارية (العائده للعصر الأموي): ۳۰۲۔ بحواله ابن عذاري، البيان المغرب، ۱: ۲۲

(۲) ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۵: ۳۷۷

لئے بھی یہ درست نہیں کہ وہ دو جگہوں (یعنی) خاص و عام سے رزق حاصل کرے اور جس کسی نے بھی اس طرح سے کوئی چیز حاصل کی تو اس سے وہ چیز واپس لے لو پھر اس چیز کو واپس اس کی جگہ پر لوٹا دو جہاں سے وہ لی گئی ہو۔‘‘

(۴۹) چونگی و محصولات

اپنے عمال کے نام دوسرے خط میں عمر بن عبدالعزیز نے لکھا:

إني ظننت إن جعل العمال علی الجسور والمعابر أن يأخذوا الصدقة علی وجهها فتعدی عمال السوء غير ما أمروا به وقد رأيت أن أجعل في كل مدينة رجلاً يأخذ الزكاة من أهلها فخلوا سبل الناس في الجسور والمعابر.(۱)

’’میرا خیال ہے کہ عمال کو پلوں اور گزرگاہوں پر کھڑا کیا جائے تاکہ وہ جانوں کے عوض ان سے صدقہ لیں اس کام کے علاوہ جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے یہ عمال برائی کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں اور میں نے چاہا کہ ہر شہر میں ایک آدمی کو مقرر کروں جو اس شہر کے لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے پس تم لوگوں کی گزرگاہوں اور پلوں کو خالی کر دو۔‘‘

(۵۰) حلال و حرام کی تمیز

حضرت عمر بن عبد العزیز نے جراح بن عبد اللہ کے نام اپنے خط میں لکھا:

www.MinhajBooks.com

إن استطعت أن تدع مما أحل الله لک ما يكون حاجزاً بينک وبين ما حرم الله عليک فافعل فإنه من استوعب الحلال كله

---

(۱) ابن سعد، الطبقات الکبری، ۵: ۳۷۸

تاقت نفسه إلى الحرام.[۱]

’’اگر تو اللہ تعالیٰ کی وہ چیزیں جو اس نے تیرے لئے حلال ٹھہرائی ہیں ان میں سے ان چیزوں کو چھوڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے جو تیرے اور تجھ پر اللہ کی حرام کردہ چیزوں کے درمیان رکاوٹ ہیں تو ان کو چھوڑ دے کیونکہ جس نے تمام حلال کا لقمہ اکٹھا کر لیا تو اس کا نفس حرام کی خواہش بھی (ضرور) کرتا ہے۔‘‘

۵۔ دورِ بنو عباس کے چند معاشی نظائر

معاشی مسئلہ ایسا مسئلہ ہے جو ہر دور میں انسان کے ساتھ ساتھ رہا ہے۔ دورِ بنو عباس میں بھی مسلمان خلفاء نے معاشیات کو خاص اہمیت دی۔ اسی دور کے خلیفہ ابو جعفر منصور اور ہارون الرشید نے معاشی حالات کو بہتر بنایا اور بیت المال کی بہتری کے لئے اہم اقدامات کئے۔

(۵۱) بچت کی معیشت

ابو جعفر منصور کی جب وفات ہوئی تو اس نے بیت المال میں کثیر رقم چھوڑی۔ امام ذہبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

وقد خلف يوم مات في بيوت الأموال تسعمائة ألف ألف درهم وخمسين ألف ألف درهم.[۲]

’’اور جب (ابو جعفر منصور) کی وفات ہوئی تو اس نے بیت المال میں جو رقم

(۱) محمد ماهر، الوثائق السياسية والإدارية (العائدة للعصر الأموى): ۴۳۰۔ بحواله جاحظ، البيان والتبيين، ۳: ۱۷۰

(۲) ذهبي، تاريخ الاسلام ووفيات المشاهير والأعلام (۱۴۱۔۱۶۰ھ)، ۹: ۴۶۷

چھوڑی وہ پچانوے کروڑ درہم تھی۔‘‘

(۵۲) طلبِ حلال کی ترغیب

ابوجعفر منصور کام کرنے اور طلبِ حلال کی ترغیب دیتا تھا۔ تاریخ یعقوبی میں ہے:

من رضي من الله باليسير من الرزق رضي منه باليسير من العمل، ومن لم يستحِ من طلب الحلال خفت مؤونته و نعم أهله. (۱)

’’جو اللہ سے تھوڑے رزق پر راضی ہوا تو وہ (اللہ) اس سے تھوڑے عمل پر راضی ہوا اور جس نے رزقِ حلال حاصل کرنے میں شرم محسوس نہ کی تو اس کی (مالی) کمزوری دور ہو جاتی ہے اور (یہ محنت) اس کے اہلِ (خانہ) کے لئے نعمت بن جاتی ہے۔‘‘

(۵۳) صدقہ کرنے کی حوصلہ افزائی

ابوجعفر منصور مال خرچ کرنے اور صدقہ و خیرات کرنے کی تلقین ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الصدقة تطفيء غضب الرب. (۲)

’’صدقہ اللہ رب العزت کے غضب و ناراضگی کو ختم کر دیتا ہے۔‘‘

(۵۴) اسراف سے پرہیز

صدقہ و خیرات کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اسراف سے بچنے کی بھی تلقین کرتا تھا:

فالله الله في أنفسكم فصونوا و في أموالكم فاحتفظوا بها، وإياكم

(۱) يعقوبي، التاريخ، ۲: ۳۸۱

(۲) يعقوبي، التاريخ، ۲: ۳۸۲

والإسراف.[1]

بخدا اللہ تمہارے اندر ہے (اس کی) حفاظت کرو اور تمہارے اموال میں ہے اس سے (اس کو) محفوظ کرو اور اسراف وفضول خرچی سے بچو۔‘‘

(۵۵) اسلامی معاشی علوم کی ترویج واشاعت

ہارون الرشید کا شمار دورِ عباسیہ کے اہم حکمرانوں میں ہوتا ہے اس نے امام ابو یوسف کو قاضی القضاء کے عہدے پر فائز کر رکھا تھا۔ ہارون الرشید کی مالی معاملات میں دلچسپی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے امام ابو یوسف کو کتاب الخراج لکھنے کا کہا۔ امام ابو یوسف کتاب الخراج میں خود اس بات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

إن أمير المؤمنين (أيده الله تعالى) سألني أن أضع له كتابًا جامعاً يعمل به في جباية الخراج، والعشور والصدقات والجوالي وغير ذلك مما يجب عليه النظر فيه والعمل به، وإنما أراد بذلك رفع الظلم عن رعيته، والصلاح لأمرهم.[2]

’’بے شک امیر المؤمنین (اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے) نے مجھے ایک ایسی جامع کتاب لکھنے کا کہا جس سے خراج، عشور، صدقات، اہل الذمہ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے احکام پر عمل کر سکے۔ جن کی طرف غور و فکر کرنا اور عمل کرنا ضروری ہے اور بے شک اس کا اس (کام) سے ارادہ یہ ہے کہ اس کی رعایا سے ظلم ختم ہو جائے اور ان کے معاملات کی اصلاح ہو جائے۔‘‘

www.MinhajBooks.com

---

(۱) يعقوبي، التاريخ، ۲: ۳۸۷

(۲) أبو يوسف، كتاب الخراج: ۳

(۵۶) دفینوں کی حوصلہ شکنی

ہارون الرشید مال کو دفینوں کی صورت میں بچا کر رکھنے کے سخت خلاف تھا۔ ایک مرتبہ اس کے ایک عامل نے مال کو دفینے کی صورت میں جمع کر رکھا تھا اس بات کی خبر جب ہارون الرشید کو ہوئی تو وہ سخت ناراض ہوا۔ امام ذہبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

وكان ابنه دفن في بستان داره أموالاً نحو ثلاثين ألف ألف، ولم يدر بها علي. فأعلمت جارية لعيسى بعض الخدم، وتحدث به الناس، فاجتمع أعيان البلد وانتهبوا المال هم والعامة. فعلم الرشيد فغضب وعزله وأخذ أمواله فبلغت ثمانين ألف ألف.(۱)

’’اور اس کے بیٹے (یعنی علی بن عیسیٰ جو کہ عامل تھا) نے اپنے گھر کے باغیچہ میں تین کروڑ مالیت کے اموال دفن کر رکھے تھے۔ اس (مال) کو کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ پس عیسیٰ کے خادموں میں سے ایک خادمہ کو اس کا علم ہو گیا اور اس نے یہ بات لوگوں کو بیان کی۔ پس ملک کے باشندے جمع ہو گئے انہوں نے مال کو ختم کر دیا جب ہارون الرشید کو علم ہوا تو وہ بہت غصہ و ناراض ہوا اس نے اسے معزول کر دیا اور اس سے سارا مال واپس لے لیا جس کی مالیت آٹھ کروڑ بنتی تھی۔‘‘

(۵۷) بچت کی حوصلہ افزائی

ہارون الرشید دفینوں کی صورت میں مال پس انداز کرنے کے خلاف تھا مگر ضروری اخراجات کے بعد بچت کرنے کا بھی خواہاں تھا۔ اسی لئے اس نے وفات کے بعد جو ترکہ چھوڑا اس کی مالیت کروڑوں دینار تھی۔ امام ذہبی (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

(۱) ذهبي، تاريخ الاسلام ووفيات المشاهير والأعلام (۱۹۱-۲۰۰ھ)، ۱۳: ۷

إن الرشيد خلف من الأثاث والعين والورق والجواهر والدواب ما قيمته مائة ألف ألف دينار وخمسة وعشرون ألف دينار.[1]

”ہارون الرشید نے (اپنے فوت ہونے کے بعد) جو اثاثہ جات چھوڑے ان میں چشمے، جواہر و نوادرات اور مال مویشی شامل تھے جن کی قیمت دس کروڑ پچیس ہزار دینار تھی۔“

دورِ بنو عباس ہی وہ دور ہے کہ جس میں ائمہ اربعہ نے اسلامی فقہ کو مرتب کیا اور معاشی معاملات مثلاً تجارت، خرید و فروخت، خراج، عشر، زکوٰۃ اور مزارعت وغیرہ کے قوانین قرآن و حدیث کی روشنی میں مرتب کئے۔ لہٰذا اسلامی تاریخ میں معاشی علم کے فروغ کے لئے یہ دور بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔

۶۔ اسلامی اندلس کے چند معاشی نظائر

سپین خطۂ ارض میں یورپ کا ایک خوبصورت حصہ ہے۔ اسے اندلس، سپین یا جزیرہ نما آئی بیریا بھی کہا جاتا ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے اندلس کے تین اطراف میں پانی اور ایک طرف خشکی ہے۔ اس خطہ کے مغرب میں بحر اوقیانوس، جنوب میں آبنائے جبل الطارق، مشرق میں بحیرۂ روم اور شمال میں فرانس واقع ہے۔

(۵۸) زراعت کا فروغ

مسلمانوں کی آمد سے قبل اندلس کے باسیوں کے حالات ناگفتہ بہ تھے مسلمانوں نے جہاں اس خطے کی ظلمت و جہالت کو دور کرنے کے لئے یونیورسٹیاں قائم کیں اور ثقافتی لطائف پیدا کئے وہاں انہوں نے عوام کی خوشحالی میں اضافہ کرنے اور ملک کی دھن و

(۱) ذهبي، تاريخ الاسلام ووفيات المشاهير والأعلام (۱۹۱۔۲۰۰ھ)، ۱۳: ۴۲۹

دولت بڑھانے کے لئے زراعت اور صنعت و حرفت کی طرف بھی بھرپور توجہ دی۔ انہوں نے اپنی ان یونیورسٹیوں میں زراعت کو باقاعدہ ایک مضمون کے طور پر پڑھا اور پڑھایا جس سے زراعت کے شعبہ نے بہت ترقی کی۔ سلمی الخضر اء الجیوسی لکھتے ہیں:

درس زراعيو الأندلس المسلمة تركيب التربة وسعوا جهدهم في استصلاح الأراضي البور. (۱)

''اندلس کے مسلمان کاشتکاروں نے زمین کی کیمیائی ساخت کا مطالعہ کیا اور غیر آباد اراضی کی اصلاح اور آباد کاری کے لئے مسلسل جدوجہد اور محنت سے کام کیا۔''

(۵۹) آبپاشی کی طرف توجہ

مسلمانوں نے اندلس میں آبپاشی کے جدید نظام متعارف کرائے خاص طور پر الطغنري الغرناطي کا نام قابلِ ذکر ہے جس کے بارے میں سلمی لکھتا ہے:

يمكن القول إن الطغنري الغرناطي هو أحد المؤلفين الأكثر أصالة ضمن أولئک الذين تناولوا موضوع المياه. (۲)

''یہ بات بھی ممکن ہے کہ طغنري الغرناطي ان اکثر مؤلفین میں سے ایک ہے جنہوں نے آبپاشی کے موضوع پر لکھا۔''

(۶۰) زرعی آلات کا استعمال

زرعی آلات اور ان کے استعمال کے بارے میں سلمی کہتا ہے:

يمكن القول أن أدوات الزراعة كانت مصنوعة في أغلبيتها من

(۱) سلمي، الحضارة العربية الإسلامية في الأندلس، ۲: ۱۳۰۴

(۲) سلمي، الحضارة العربية الإسلامية في الأندلس، ۲: ۱۳۷۹

الحديد و كانت بسيطة.[۱]

"یہ بات بھی ممکن ہے کہ (اس وقت) زیادہ تر زرعی آلات لوہے کے بنے ہوئے تھے اور استعمال میں آسان تھے۔"

(۶۱) زرعی تحقیق

مسلمانوں نے زرعی شعبہ کو بہتر اور مستحکم کرنے کے لئے جدید وقدیم اور مشرق ومغربی طریقوں کے حسین امتزاج کو اپنایا۔ سلمی کہتا ہے:

أدخل زراعيو الأندلس نباتات مشرقية جديدة إلى شبه الجزيرة الايبيريا بشكل تدريجي ووثقوا ذلك جنباً إلى جنب مع الأنواع النباتية المعروفة قبل وصولهم.[۲]

"اندلس کے کاشتکاروں نے جدید مشرقی نباتات کو بتدریج جزیرہ نما آئی بیریا میں داخل کیا اور ان کے وہاں پہنچنے سے قبل نباتات کی جو اقسام وہاں مشہور تھیں ان کو اس جانب کے ساتھ (ملا کر زرعی شعبہ کو) مستحکم کیا۔"

(۶۲) نظامِ محاصل کی اصلاح

مسلمانوں نے اندلس میں آ کر جو بہت سی اصلاحات کیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ انہوں نے ٹیکسوں اور محاصل کے نظام کو بہتر بنایا اور اس سلسلہ میں اہلِ اندلس میں سے ہی مقرر کردہ گورنر کو ذمہ داری دی جاتی۔

۱۔ رائن ہارٹ ڈوزی اپنی کتاب Spanish Islam میں لکھتا ہے:

Legal execution was the responsibility of the ruling

(۱) سلمي، الحضارة العربية الإسلامية في الأندلس، ۲: ۱۳۷۹

(۲) سلمي، الحضارة العربية الإسلامية في الأندلس، ۲: ۱۳۷۹

authority, while Tax collection was the responsibility of the Governor, who was Spanish.[1]

’’قانون و قضا فاتح قوم کی ذمہ داری تھی جبکہ محاصل وغیرہ کی ذمہ داری گورنر کی تھی جو کہ اہل اندلس کی نسل سے ہوتا تھا۔‘‘

۲۔ محاصل (Taxes) کا ایک منظّم نظام اور چارٹ بنا ہوتا تھا جس کے مطابق تمام ٹیکسوں کے حصول کو یقینی بنایا جا تا تھا۔ سلمی لکھتا ہے:

تصبح خارطة الضرائب المالية في الأندلس على الشكل التالي:

(ا) لا يدفع العربي المسلم إلا الزكاة / العشر، عشر إنتاجه

(ب) على الذمي أن يدفع الخراج الذي يقدر تبعاً للمساحة القابلة للزراعة وأن يدفع الجزية

(ج) يتوقف الداخل في دين الإسلام عن دفع الجزية، ولكنه في الأندلس يتابع دفعه للضريبه. تبعًا لمساحة الأرض القابلة للزراعة. ضريبة تدعى الطبل وتساوى مبلغ الخراج القديم.[۲]

’’اندلس (Spain) میں مالی محاصلات کا نقشہ مندرجہ ذیل صورت کے مطابق ہو گا:

(ا) عربی مسلمان فقط زکاۃ / عشر، یعنی اپنی پیداوار کا عشر (دسواں حصہ) ادا کرے گا۔

(ب) ذمی پر یہ واجب ہے کہ وہ، وہ خراج ادا کرے جس کا اندازہ قابلِ کاشت زمین کی پیمائش کے مطابق لگایا جائے گا اور یہ کہ وہ جزیہ ادا

(1) Dozy, *Spanish Islam*, p. 234.

(۲) سلمي، الحضارة العربية الإسلامية في الأندلس، ۲: ۱۰۴۸

کرے۔

(ج) دینِ اسلام قبول کرنے والا جزیہ دینا بند کر دے گا، لیکن وہ اندلس میں ٹیکس ادا کرنے کا حق دار ہوگا اور یہ ٹیکس قابل کاشت زمین کی مساحت کے مطابق ہوگا، ایسا ٹیکس جسے ''طبل'' کہا جاتا ہے اور جو قدیم خراج کی رقم کے مساوی ہوتا ہے۔''

مسلمانوں نے اندلس میں مختلف صنعتوں مثلاً کپڑا بننے اور کپڑا رنگنے کی صنعت، لوہے کی مرصع کاری اور لوہے سے مختلف آلات بنانے کی صنعت، کاغذ سازی کی صنعت، لکڑی پر کندہ کاری، ظروف سازی، شیشہ سازی وغیرہ کو فروغ دیا۔

(۶۳) ٹیکسٹائل کی ترقی

اندلس میں کپڑا بنانے اور اس کو رنگ کرنے کی صنعت اس قدر عام تھی کہ سلمی کہتا ہے کہ یہ قطعۂ زمین شاید مختص ہی کپڑا بنانے کے لئے تھا۔ وہ کہتا ہے:

إن هدف هذا القطاع سواء كان القائمون عليه من الخواص أو من الأمراء، هو صنع الملابس وصباغتها. (۱)

''بے شک ان قطعاتِ اراضی کا مقصدِ اولین کپڑا بننا اور اس کو رنگ کرنے کی صنعت (کا فروغ) ہی ہے خواہ ان (قطعات) پر خواص و امراء میں سے کوئی بھی قابض ہو۔''

(۶۴) سرامک انڈسٹری کا فروغ

ا۔ اندلس میں شیشہ سازی اور ظروف سازی کی صنعت کو بھی خوب فروغ حاصل تھا۔ اس علاقے میں اب بھی مٹی اور شیشے کے برتنوں کے آثار ملتے ہیں۔ ڈاکٹر عصام سالم

(۱) سلمي، الحضارة العربية الإسلامية في الأندلس، ۲: ۱۳۸۵

لکھتے ہیں:

ما زالت هناک بقية من الخزف والزجاج والفخار الذي يعود إلى شتى العصور الإسلامية المتعاقبه في جزر البليار.(۱)

’’(اب تک) بلیار (اسپین) کے جزیرے سے کچی اور پکی بجنے والی مٹی اور شیشے (کی بنی ہوئی اشیاء) کے آثار مل رہے ہیں جو کہ مسلسل رہنے والی اسلامی حکومت کے ادوار کی یاد دلاتے ہیں۔‘‘

۲۔ ڈاکٹر عصام سالم مزید لکھتے ہیں:

عثر على أنواع عديدة من القناديل والأواني المتنوعة الفخارية منها والزجاجية والخزفية ذات الألوان الباهرة ومن الطريف وجود أسماء صانعي هذه الأواني مكتوبة على أحد جوانبها بخطوط متنوعة.(۲)

’’(اندلس میں) مختلف انواع کی لالٹینیں اور طرح طرح کے برتن پائے گئے ہیں جن میں سے کچھ بجنے والی پکی مٹی، کچھ شیشے اور کچھ کچی مٹی سے بنے ہیں۔ وہ شوخ رنگوں والے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان برتنوں کی ایک جانب ان کے بنانے والوں کے نام مختلف خطوط میں لکھے ہوئے ہیں۔‘‘

(۶۵) تجارت کا فروغ

اندلس نے جب زرعی اور صنعتی لحاظ سے ترقی کی تو دنیا بھر کے تاجروں نے اس کی طرف رخ کیا اور یوں یہ تجارت کا ایک اہم مرکز بن گیا۔ سلمی لکھتا ہے:

---

(۱) عصام سالم، جزر الأندلس المنسية: ۵۶۹

(۲) عصام سالم، جزر الأندلس المنسية: ۵۷۰

في العصور الوسطى كانت مدن إسبانيا الإسلامية (الأندلس) مراكز اقتصادية مهمة للتجار والبضائع من جميع مناطق عالم البحر الأبيض المتوسط. فقد كانت تلك المدن أسواقاً للتجار الأندلسيين والأجانب.[1]

’’وسطی ادوار میں اندلس کے شہر بحر روم کے متعلقہ تمام علاقوں کے تاجروں کے لئے اہم اقتصادی مراکز بن گئے اور یہ شہر اندلسی اور اردگرد کے شہروں کے تاجروں کے لئے منڈیاں بن گئے تھے۔‘‘

(٦٦) ملکی اور غیر ملکی تجارت

۱۔ اندلس کی اشیائے تجارت میں سے جو چیزیں برآمد کی جاتی تھیں ان میں ریشم، ریشمی کپڑا، چمڑے کا سامان، کاغذ، مٹی کے برتن، زعفران اور زیتون کا تیل وغیرہ شامل ہیں۔ سلمی بیان کرتا ہے:

ربما كان التاجر الأندلسي المسلم يشتري صبغة النيلة أو الصوف أو الحبوب من زميل له في شمال إفريقيا، ويبيع له بالمقابل الحرير الإسباني والخشب أو الجواري.[2]

’’بعض اوقات اندلسی مسلم تاجر درخت نیل سے حاصل ہونے والا رنگ، صوف یا بیج شمالی افریقہ کے اپنے ساتھی سے خریدتے اور اس کے مقابل اندلسی ریشم، لکڑی یا لونڈیاں اسے بیچتے تھے۔‘‘

۲۔ مصری یہودی تاجروں کے بارے میں وہ لکھتا ہے:

وفي عودته قد يحمل معه الزعفران الأندلسي والقرمز والورق

---

(۱) سلمي، الحضارة العربية الإسلامية في الأندلس، ۲: ۱۰۶۳

(۲) سلمي، الحضارة العربية الإسلامية في الأندلس، ۲: ۱۰۶۳

لیتاجر به في الإسكندرية ...... وصل التجار الإيطاليون إلى الأسواق الأندلسية بحثاً عن المنتوجات المحلية مثل الجلد القرطبي والمنسوجات والخزف وزيت الزيتون.(۱)

”(مصری، یہودی تاجر) اپنی واپسی پر اندلسی زعفران، قرمز اور کاغذ لے جاتے تا کہ اسکندریہ میں اس سے تجارت کر سکیں ...... اطالوی تاجر اندلسی منڈیوں میں مقامی مصنوعات مثلاً قرطبہ کا چمڑا، کپڑا، مٹی کی بنی ہوئی اشیاء اور زیتون کے تیل کی تلاش میں آتے۔“

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اندلس میں مسلمانوں نے گہرے اثرات چھوڑے اور بالخصوص معاشی حوالے سے زراعت اور صنعت وحرفت کے فروغ کے لئے کئے جانے والے کام مسلمانوں کے شاندار ماضی کی عکاسی کرتے رہیں گے۔ آج اسپین ترقی کے جس مقام پر بھی پہنچ جائے اس میں مسلمانوں کی ان معاشی کاوشوں کا بنیادی عنصر شامل رہے گا جنہیں تاریخ اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔

اس بحث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان جہاں جہاں بھی گئے معاشی اصلاحات نافذ کرتے رہے یوں اسلامی معاشیات ہر زمانے اور ہر علاقے میں کسی نہ کسی صورت میں زندہ رہی اور آج کے زمانہ میں بھی اس کی اہمیت مسلمہ ہے۔

۷۔ ابتدائی مسلم مفکرین اور معاشیات پر ان کی کتب

مسلم مفکرین نے معاشیات کے حوالے سے جو کام کیا اس کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ مسلم مفکرین نے اپنی کتب میں معاشیات کو تین نام دیئے:

۱۔ تدبرِ منزل

۲۔ سیاستِ مدن

(۱) سلمي، الحضارة العربية الإسلامية في الأندلس، ۲: ۱۰۶۳

۳۔ المعاش

معاشیات میں جن مسلم مفکرین نے اہم کام کیا ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔	امام ابو حنیفہ (م ۱۵۰ھ)	جامع المسانید
۲۔	امام مالک (م ۱۷۹ھ)	الموطأ
۳۔	امام شافعی (م ۲۰۴ھ)	الأم
۴۔	امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ)	المسند

مسلم مفکرین نے علم معاشیات کی طرف توجہ دی اور معاشی موضوعات پر بہت سی کتب تحریر کیں۔ ان کی کتابوں کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

۱۔ وہ کتب جو صرف معاشیات پر لکھی گئیں۔

۲۔ وہ کتب جو مذہبی، اخلاقی، سیاسی اور قانونی موضوعات پر ہیں اور ان میں معاشی امور پر مباحث موجود ہیں۔

پہلی قسم کی کتابوں میں خاص معاشی موضوعات پر بحث کی گئی ہے مثلاً محاصل (Taxation)، زراعت (Agriculture)، صنعت (Industry)، کامرس (Commerce) اور زرِ مبادلہ (Foreign Exchange) وغیرہ۔ ان کتب میں سے چند کا ذیل میں ذکر پیش کیا جاتا ہے:

(۱) امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ)، ’’کتاب الخراج‘‘

ان کتب میں سب سے قدیم اور مشہور ترین کتاب امام ابو یوسف کی کتاب ’’کتاب الخراج‘‘ ہے جس کا بہت سی یورپی اور مشرقی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے، یہ کتاب مختلف قسم کے ٹیکسوں پر مشتمل ہے:

۱۔ ٹیکسوں کی قسمیں

۲۔ ٹیکس عائد کرنے اور اس کی وصولی کے اصول
۳۔ ٹیکسوں کی وصولی کی تقسیم
۴۔ سامانِ تجارت اور زرعی زمینوں پر ٹیکس
۵۔ محصول ترکہ
۶۔ محصول چنگی
۷۔ نئے علاقوں میں زرعی رقبوں کا انتظام
۸۔ زرعی زمینداریاں، ان کی کاشت اور تقسیم
۹۔ لگان کی شرائط
۱۰۔ پانی کی فراہمی سے متعلقہ مسائل
۱۱۔ ماہی گیری
۱۲۔ جنگلات اور چراگاہیں

(۲) یحییٰ بن آدم القرشی (م ۲۰۳ھ)، ''کتاب الخراج''

یحییٰ بن آدم القرشی کی کتاب الخراج بھی اپنی طرز پر مفرد اور اہم ہے۔ اس میں مصنف نے ''۳۷۱'' عنوانات کے تحت خراج کے مختلف مسائل سے متعلق احادیث و آثار کو اپنی سند کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ ان آثار پر فقیہانہ غور و فکر کے بعد استنباط و اجتہاد سے کام لیا ہے۔ قرشی نے اپنی اس کتاب میں معاشیات اور معیشت سے متعلقہ دینی امور پر وضاحت کے ساتھ بحث کی ہے۔

(۳) ابوعبید القاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ)، ''کتاب الاموال''

ابوعبید القاسم بن سلام کی تصنیف بھی اسلامی معاشیات کا ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ یہ چار ضخیم اجزاء پر مشتمل ہے جن میں ۸۲ مختلف ابواب پر بحث کی گئی ہے۔ اس میں انہوں نے خراج، عشر، خمس، مال فے، مال غنیمت، جزیہ، غلاموں اور ذمیوں کے معاشی

حقوق، تجارت اور دیگر معاشی پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

(۴) قدامہ بن جعفر (م ۳۳۷ھ)، ''کتاب الخراج''

قدامہ بن جعفر کی کتاب بھی معاشیات پر ایک اہم تصنیف ہے۔ اس میں انہوں نے دیگر معاشی موضوعات کے علاوہ احیاء الموات اور آبپاشی کے احکام بھی بیان کئے ہیں۔ ابن کثیر (۷۰۱۔۷۷۴ھ) اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

به يقتدي علماء هذا الشان.(۱)

''اس موضوع سے تعلق رکھنے والے علماء اس کتاب کے مندرجات پر عمل کرتے ہیں۔''

(۵) ابو جعفر الداؤدی (م ۴۰۲ھ)، ''کتاب الاموال''

ابو جعفر الداؤدی کی تصنیف بھی بہت اہم ہے اس میں اموال کی مختلف اقسام، ان کے حصول کے مختلف ذرائع، ان کی حفاظت اور تقسیم پر بحث کی گئی ہے۔ اس کے کل چار اجزاء ہیں پہلے جز میں دس فصول شامل ہیں جبکہ دوسرے، تیسرے اور چوتھے حصے میں بالترتیب چار، گیارہ اور تین فصول کو شامل کیا گیا ہے۔ اس میں زمین، زمینی پیداوار کے احکام، اموال اور اس کے علاوہ معاشیات کے دیگر موضوعات پر بھی قلم اٹھایا گیا ہے۔

مسلمان مفکرین کی کتب کی دوسری قسم وہ ہے جو مختلف قسم کے موضوعات پر مشتمل ہیں جن کتب میں انسان اور اس کی معاشی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(۱) ابن کثیر، البدایه والنهایة، ۱۱: ۲۲۱

(٦) ابو نصر الفارابی (م ۹۵۰ء)

دسویں صدی عیسوی میں مشہور مسلم فلسفی ابو نصر الفارابی نے معاشرتی اور معاشی موضوعات پر کتابیں لکھیں، درج ذیل کتب میں انہوں نے معاشی مباحث کو بھی شامل کیا ہے:

۱۔ سیاسۃ المدینۃ (Political Economy)

۲۔ آراء أهل المدينة الفاضلة (Openions of people of Ideal City)

۳۔ جوامع السیاسۃ (Compendia of Politics)

۴۔ اجتماعۃ المدینۃ (Social framework of Cities)

(۷) علی بن محمد الماوردی (م ۴۵۰ھ)

امام ماوردی (م ۴۵۰ھ) کی درج ذیل کتب میں معاشی امور پر روشنی ڈالی گئی ہے:

۱۔ الأحکام السلطانیۃ (Rules & Regulations concerning Govt.)

۲۔ قوانینِ وزارت (Laws concerning Ministeries)

۳۔ کتاب النفقات

۴۔ نصیحۃ الملوک

(۸) امام غزالی (م ۵۰۵ھ)

امام غزالی (م ۵۰۵ھ) کی بہترین تصنیف ''احیاء علوم الدین'' (Revivalof the Sciences of Religion) ہے۔ امام غزالی نامور مذہبی مصلح ہیں انہوں نے اپنی کتاب ''کیمیائے سعادت'' میں معاشی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ امام غزالی کی ایک

اور کتاب کا نام رسالة العقائد (Dealing with the doctrines of Islam & Duties of rulers) ہے۔ ایسی ہی ایک کتاب "الاسلام والأوضاع الاقتصادية" میں انہوں نے مختلف معاشی موضوعات پر بحث کی ہے۔ ایک اور کتاب خلاصة الفقه (A Summary of Jurisprudence) ہے۔ ان تمام کتب میں امام غزالی نے معاشی افکار پر بڑے حسین پیرائے میں روشنی ڈالی ہے۔

(۹) علامہ ابن خلدون (م ۸۰۸ھ)

علمِ معاشیات کے ارتقاء میں ابن خلدون کا مقام بہت بلند ہے انہوں نے اپنی کتاب "کتاب العبر وديوان المبتدا والخبر (المقدمه)" کے پانچویں باب میں ۳۲ طویل فصول صرف المعاش کے لئے مخصوص کی ہیں۔ مغربی مفکرین نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ابن خلدون کا کام Hume، Locke، Adam Smith اور CarlMarxs سے زیادہ بہتر ہے۔

اس کے بعض نظریات اس قدر ترقی یافتہ ہیں کہ اگر ہم یہ کہیں کہ ابن خلدون کا شمار معاشیات کے بانیوں میں ہوتا ہے تو یہ غلط نہ ہوگا۔ مقدمہ ابن خلدون میں جو معاشی موضوعات زیرِ بحث لائے گئے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ معاشیات کی تعریف اور نفسِ مضمون

۲۔ حصولِ دولت

۳۔ معاشیات کا دوسرے سائنسی مضامین سے تعلق

۴۔ دولت اور اس کے معاشرتی اور انفرادی پہلو

۵۔ روپیہ اور اس کی خصوصیات

۶۔ طلب و رسد کی قوتیں اور قیمتوں پر ان کے اثرات

۷۔ آزادانہ تجارت اور معاشی تجارت

۸۔ قیمتوں اور محنت و قدر کا باہمی انحصار

۹۔ پیداواری اور غیر پیداواری پیشے

۱۰۔ آبادی پر اثرانداز ہونے والے معاشی عوامل

۱۱۔ ظلم و استبداد کے معاشی نتائج

۱۲۔ معاشی ترقی کے مراحل

۱۳۔ دیہاتی اور شہری معاشی نتائج

۱۴۔ ریاست کی قسمیں اور اس کے معاشی فرائض

۱۵۔ ٹیکسوں کی شرحیں

۱۶۔ عوام کے خرچ کرنے کے معاشی فوائد

۱۷۔ شہروں میں قیمتیں

۱۸۔ صنعتوں کی تحدید

۱۹۔ روزی کمانے کے مختلف ذرائع

۲۰۔ تجارت اور اس کی قسمیں

۲۱۔ برآمدات اور درآمدات

۲۲۔ ذخیرہ اندوزی اور اجارہ داری

۲۳۔ صنعتی تربیت

۲۴۔ فنی تعلیم

۲۵۔ صنعتوں کی ترقی اور زوال کی وجوہات اور اس دور کی بڑی صنعتیں

(۱۰) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۱۴۔۱۱۷۶ھ)

بارہویں صدی ھجری میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے ’’حجة الله البالغه‘‘ تحریر کی جس میں معاشی اصولوں پر بھی طویل بحث کی گئی ہے جس سے معاشیات کا مفہوم، اس کا ارتقاء اور معاشی اصولوں سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ شاہ صاحب کے معاشی افکار کو سمجھنے

کے لئے آپ کا ''نظریہ ارتقاء عمران و اقتصادیات (Socio-Economic Evolution)'' جسے وہ مخصوص اصطلاح میں ''ارتفاقات'' سے موسوم کرتے ہیں جاننا ضروری ہے۔ آپ کا یہی نظریہ اسلامی نظام معیشت کے لئے ایک حرکی اور مستحکم بنیاد فراہم کرتا ہے۔

ان کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی معاشیات پر کافی بحث ملتی ہے۔ یہ تمام کتب دوسری قسم سے تعلق رکھتی ہیں:

۱۱۔ ابن ابی ربیع	سلوک الملوک في تدبير الممالک
۱۲۔ ابن رشد	فرائض السلاطين و الخلفاء
۱۳۔ نظام الملک طوسی	رياست نما (A Book of Politics)
۱۴۔ ابن قتیبہ	عيون الأخبار
۱۵۔ علامہ ابن حزم	المحلي
۱۶۔ شمس الأئمہ سرخسی	المبسوط
۱۷۔ ابن مماتی	قوانين الدواوين
۱۸۔ ابو الفضل	آئین اکبری

ان کتب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی دور میں ایسے مالیاتی نظام موجود تھے جو تجارت، بینکاری اور کارپوریشنوں کی طرح کے اداروں پر مشتمل تھے۔

مذکورہ بالا تمام بحث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اسلامی معاشیات ہر زمانے میں عمل پذیر رہی۔ اس کی یہی عمل پذیری اس کی اہمیت کو واضح کرتی ہے اور اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ موجودہ دور میں بھی اسلامی معاشیات کو نہ صرف فروغ دیا جائے بلکہ اس پر عمل بھی کیا جائے۔

اسلامی معاشیات اور غیر اسلامی معاشیات میں فرق

(Difference between Islamic & Un-Islamic Economics)

اسلامی معاشیات اور مغربی معاشیات نفسِ مضمون، طریق تجزیہ، بنیادی مفروضات اور نتائج کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ ان دونوں کے درمیان فرق درج ذیل باتوں سے ظاہر ہے۔

۱۔ غیر اسلامی معاشیات انسانی سوچ اور تجربات پر مبنی ہے جبکہ اسلامی معاشیات کی بنیاد وحی الٰہی ہے۔

۲۔ مغربی معاشیات میں زیادہ تر توجہ پیداوار بڑھانے پر ہوتی ہے جبکہ اسلامی معاشیات میں پیداوار بڑھانے کے ساتھ ساتھ منصفانہ تقسیم دولت پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔

۳۔ اسلامی معاشیات کا تمام تر تعلق آخرت کی نہ ختم ہونے والی زندگی کی کامیابی اور ناکامی پر ہے۔ اسلام کا معاشی مسئلہ کلی طور پر اس کے تابع ہے، جبکہ غیر اسلامی معاشیات کا مطمح نظر صرف دنیوی خوشحالی اور مادی ترقی ہے۔ اس لیے اس میں معاشیات ہی کو اوّلیت کا درجہ دے کر اس کو مقصدِ زندگی بنا دیا گیا ہے۔ اسے اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ انسان کی معاشی سرگرمیوں سے آخرت کی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

۴۔ مغربی معاشیات میں تمام نظریات کو صرف مشاہداتی اور عملی شواہد کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔ اور جو نظریات عقلی اور مشاہداتی طور پر رد نہ کیے جا سکیں ان کو سچا مان لیا جاتا ہے تا آنکہ ایسے حالات پیدا ہوں کہ کچھ دوسرے شواہد ان کی نفی کر دیں۔ لیکن اسلامی معاشیات میں تمام نظریات کو شریعتِ الٰہی کے بنیادی ڈھانچے پر جانچا جاتا ہے۔ یہ وہ کسوٹی ہے جو کسی نظریئے کے سچ یا جھوٹ

ہونے پر حتمی فیصلہ دیتی ہے۔

۵۔ مغربی معاشیات مشاہداتی حقائق کے بیان اور ان کی وقتی تعبیر سے غرض رکھتی ہے لیکن اس تجزیئے کی روشنی میں کوئی طریقۂ کار بیان کرنا اس کے دائرے سے خارج ہے جبکہ اسلامی معاشیات حقائق کے تجزیئے کے علاوہ لوگوں کے لئے مطلوبہ لائحہ عمل بھی پیش کرتی ہے اور اس لحاظ سے یہ ایک معیاری علم (Normative Science) کا درجہ رکھتی ہے۔

اسلام اپنی حکمت کی رو سے ایک عملی نظریہ (Operational Ideology) ہے۔ اس میں صرف قیل و قال یا بحث و مباحثہ کا کوئی مقصد نہیں بلکہ شریعت نے ایسی بحث و تمحیص سے روکا ہے جس کا مقصد عملی اقدام کے لئے روشنی حاصل کرنا نہ ہو۔ اسلامی معاشیات جو کہ اسلام کی بنیادی حکمت سے ماخوذ ہے، کسی ایسی بحث سے تعلق نہیں رکھتی جس کا مقصد صرف تجزیہ و تنقید ہو اور کوئی عملی اقدام اس کی غرض و غایت میں شامل نہ ہو۔

۶۔ اسلامی معاشیات میں تمام نظریات کو شریعتِ الٰہی کے بنیادی قوانین کے ڈھانچے پر جانچا جاتا ہے لیکن مغربی معاشیات میں تمام نظریات کو صرف مشاہداتی اور عمل شواہد کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔

۷۔ مغربی معاشیات مشاہداتی حقائق کے بیان اور ان کی وقتی تعبیر سے غرض رکھتی ہے جبکہ اسلامی معاشیات حقائق کے تجزیئے کے علاوہ لوگوں کے لئے مطلوبہ لائحہ عمل بھی بیان کرتی ہے۔

اسلامی تصور کی فوقیت (Superiority of Islamic Concept)

اسلامی معاشیات لا دینی معاشیات پر درج ذیل امور میں فوقیت رکھتی ہے:

۱۔ اسلامی معاشیات اپنی اساسی اور معنوی ترکیب میں موجودہ علم معاشیات سے

جدا اور ممتاز ہے۔ مسلمانوں نے اپنی معاشیات کو بجا طور پر ’’علم الاقتصاد‘‘ کا نام دیا ہے کیونکہ اقتصاد و مرافقہ اسلامی معیشت کی اصل بنیاد اور اساس ہیں۔ اس لحاظ سے اسلامی معاشیات کو اقتصادیات کہنا درست ہے لیکن مغربی مفکرین نے اپنے علم اکتساب زر کو خواہ مخواہ Economics کا نام دے رکھا ہے۔

۲۔ غیر اسلامی معاشیات کے ایک بڑے حصے کی بنیاد محض تخمین وظن ہے اور اس میں بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں جن سے محکم اور ناقابلِ تردید نتائج اخذ کرنا ممکن نہیں لیکن اسلامی معاشیات کی بنیاد چونکہ وحی الٰہی پر ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم کائنات کی ہر چیز پر حاوی ہے، اس لئے اس کے اصول حتمی اور یقینی ہیں۔

۳۔ اسلامی معاشیات میں کاروبار کرتے وقت انسان کو شریعت کے مقرر کردہ حلال وحرام کے اصولوں کا پابند ہونا چاہیے۔ اکتناز اور ارتکاز کو مذموم سمجھنا چاہیے۔ خیرات و زکوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کے ذریعے دولت کی گردش کا انتظام کرنا چاہیے۔ ذخیرہ اندوزی، بلیک مارکیٹنگ نیز ملاوٹ وغیرہ کے خلاف اسلام میں سخت وعید آئی ہے، جوا شیطانی فعل ہے لیکن مغربی معاشیات اُنہیں Redistribution of Wealth کے ضمنی اعمال قرار دیتی ہے۔ اسلامی معاشیات میں سود کو حرام قرار دیا گیا ہے جبکہ جدید معاشیات اس لعنت کو مائکرو اکنامکس میں شامل کر کے سندِ جواز عطا کرتی ہے۔

۴۔ مغربی معاشیات ذاتی تسکین کا تصور پیش کرتی ہے۔ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ذاتی تسکین حاصل کرے اور جس طرح چاہے اپنے وسائل کو استعمال کرے، اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ اس کے اس فعل سے معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوں گے جبکہ اسلامی معاشیات میں انسان کو اس امر کا پابند ہونا پڑتا ہے کہ وہ معاشرے کی فلاح کو مقدم رکھے۔

۵۔ مغربی معاشیات کی بنیاد اس مفروضے پر رکھی گئی ہے کہ انسان فطری طور پر خود غرض ہے۔ اسلام کی رو سے انسان فطرت حسنہ پر پیدا ہوا ہے، صرف ایمان کی کمزوری کی وجہ سے وہ خود غرض بن جاتا ہے۔ اس لیے تمام انسانوں کو خود غرض تسلیم کر لینا درست نہیں۔ اسلامی معاشیات انسان کی تربیت اس طریقے سے کرتی ہے کہ وہ ذاتی مفاد پر دوسروں کو ترجیح دینے میں راحت محسوس کرے۔

۶۔ مغربی معاشیات کے تصور کے مطاق انسان معاشی حیوان ہے جس کا کام دن رات محنت کرنا ہے، جیسا کہ کسی مفکر نے کہا ہے کہ انسان صرف معدہ دار جانور ہے اس کے دل و دماغ کی حیثیت ثانوی ہے۔ لیکن اسلامی معاشیات میں اصل مقصد زندگی کی معاشی سرگرمیاں نہیں ہیں بلکہ یہ زندگی کا ایک حصہ ہیں۔

۷۔ اسلامی معاشیات میں اخلاق اور معاش میں باہمی ربط موجود ہے۔ اسلامی معاشیات انسان سے حسد، حرصِ مال اور طبقاتی دشمنی کو ختم کرتی ہے جبکہ مغربی معاشیات میں اخلاقی اقدار کا فقدان ہے اور حرصِ مال، حبِ جاہ، حسد اور انتقام جیسے رزائل میں انسان کو منہمک کرتی ہے۔

۸۔ اسلامی معاشیات فطرتِ انسانی کے عین مطابق اور عدلِ عمرانی کے تمام تقاضے پورے کرتی ہے۔ یہ معاشرے میں مہمان نوازی، باہمی محبت، اخوت، مشاورت، ہمدردی جیسے افعال پیدا کرتی ہے لیکن غیر اسلامی معاشیات کے ذریعے ایسی پسندیدہ اقدار کبھی پروان نہیں چڑھ سکتیں۔

دورِ جدید میں علم معاشیات کی ضرورت و اہمیت

(Need & Importance of Economics in Modern Age)

عصر حاضر میں معیشت کی بہت زیادہ اہمیت ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح انسان کی ابتدائی تاریخ کو پتھر اور دھات کے زمانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اسی طرح

آج کا دور معیشت کا دور بلکہ نظامہائے معیشت کی کشمکش کا دور ہے اور صنعتی و سائنسی ترقی نے اس کشمکش کو تند و تیز کر دیا ہے۔

اس علم کا تعلق ہماری روزمرہ زندگی سے ہے۔ اس لیے ایک کامیاب شہری بننے کے لئے اس علم کا مطالعہ ضروری ہے۔

اس علم کے مطالعہ سے صنعت و حرفت اور تجارت کے معاملات کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ ٹیکسوں کے نظام کو سمجھنے کے لئے بھی اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ معاشرہ میں منصفانہ تقسیمِ دولت کے لئے اسلامی معاشیات ناگزیر ہے۔

آمدنی اور خرچ میں توازن قائم رکھنے کے لئے اسلامی معاشیات کا مطالعہ مفید ہے۔ اسلامی معاشیات میں فضول خرچی اور بخل دو انتہائی رویئے ہیں اور بہترین راہ اعتدال کی ہے جس کی صحیح راہنمائی اور نشاندہی اسلامی معاشیات ہی کرتی ہے۔

اسلامی معاشیات فلاحی پہلو کو زیادہ اہمیت دیتی ہے اس لیے اس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

بین الاقوامی تجارت، غیر ملکی قرضے اور بیرونی سرمایہ کاری جیسے معاملات کو جاننے کے لئے بھی اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

اسلامی معاشیات کی روشنی میں جدید دنیا کے تمام معاشی مسائل حل کیے جا سکتے ہیں۔

علم معاشیات کا مطالعہ اپنے اندر متعدد فوائد لیے ہوئے ہے۔ انہی فوائد کو یہ علم اجاگر کرتا ہے جس سے اس کی ضرورت و اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اس علم سے مندرجہ ذیل علمی و عملی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(ا) ذہنی تعمیر و ترقی میں مدد

معاشیات کا مطالعہ معاشی مسائل پر غور و فکر کرنے، ان کا تجزیہ کرنے اور ان

سے اہم نتائج اخذ کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس سے ذہن میں تجسس و تحقیق کا مادہ پیدا ہوتا ہے جو ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کر کے اس کی تعمیر و ترقی میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

(۲) تعمیری اور ٹھوس اندازِ فکر کے لئے راہنمائی

کسی شخص کی تعلیم معاشیات کا علم حاصل کیے بغیر نامکمل ہے۔ روزمرہ کے عام واقعات سے لے کر قومی اور بین الاقوامی مسائل تک کا معاشیات سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اگر کہا جائے کہ دورِ حاضر میں معاشیات تمام قوموں کا مشترکہ مذہب بن کر رہ گیا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کسی ملک میں اگر کوئی معاشی تبدیلی رونما ہوجائے تو پوری دنیا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی، چنانچہ معاشیات کا مطالعہ تعمیری اور ٹھوس اندازِ فکر میں راہنمائی کرتا ہے۔

(۳) خطرات سے آگاہی

معاشیات کے علم سے آگاہی کی بدولت انسان اپنی معاشی سرگرمی شروع کرنے سے قبل ہی اس بات سے آگاہ ہوتے ہیں کہ اس کاروبار میں اس کو کیا کیا نقصان ہو سکتے ہیں اور ان نقصانات سے بچنے کی تدابیر وہ کیسے کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ ان فوائد کے بارے میں بھی کافی حد تک درست اندازہ کر سکتا ہے جو اس کو سرمایہ کاری کے بعد حاصل ہوں گے۔

(۴) وسائل کا بہترین استعمال

اسی علم کی بدولت ہم وسائل کا بہترین استعمال کر سکتے ہیں۔ اس سے ہمیں پتہ چلے گا کہ ہم اپنے مقاصد کو کس طرح کم خرچ پر اور تھوڑے وسائل استعمال کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ گویا یہ انسان کو وسائل کا بہترین استعمال کرنا سکھاتا ہے۔ اس علم کی بدولت صارفین اپنی محدود آمدنی کو مختلف اشیاء و خدمات پر خرچ کر کے زیادہ سے زیادہ منافع

فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔

(۵) ذمہ دار اور باشعور شہری کی تخلیق

موجودہ دور کے شہریوں کی ذمہ داریاں اور فرائض کا حلقہ ماضی کے مقابلے میں بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ آج کا شہری اپنے فرائض بخوبی سر انجام دینے کے قابل نہیں بن سکتا تاوقتیکہ وہ ملک کے معاشی مسائل کی نوعیت کو جاننے اور ان کو حل کرنے کے اصول اور طریقوں سے واقف نہ ہو۔ مثلاً آج تقریباً ہر ملک معاشی منصوبہ بندی، معاشی بحران، کساد بازاری، افراط زر، قیمتوں کے اتار چڑھاؤ، بجٹ کی تیاری، بے روزگاری اور دولت کی غیر منصفانہ تقسیم جیسے مسائل سے دو چار ہے اور یہ مسائل اس وقت تک حل نہیں ہو سکتے جب تک کہ حکومت کے علاوہ عام شہری بھی ان کی نوعیت و اہمیت سے باخبر نہ ہوں۔

(۶) حکومت کی راہنمائی

معاشیات کا مطالعہ حکومت کے لئے بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ حکومت اس علم کے اصولوں کی روشنی میں ٹیکسوں کا نظام مرتب کرتی ہے، نئے ٹیکس عائد کرتی ہے، درآمدی و برآمدی تجارت کی پالیسی کو وضع کرتی ہے، نظام زر کو چلاتی ہے، اسی طرح بعض قومی اہمیت کی حامل صنعتوں کو اپنی تحویل میں لیتی ہے نیز افراط زر اور تفریط زر کے مسائل کو حل کرنے میں مدد لیتی ہے۔ غرضیکہ حکومت کو تمام تر معاشی مسائل کو سمجھنے اور ان کو حل کرنے کے لئے علمِ معاشیات کے اصولوں کو سامنے رکھنا ہوتا ہے۔

(۷) سیاسی لیڈروں کی راہنمائی

معاشیات کے علم کے بغیر سیاسی لیڈر بھی اپنے فرائض احسن طریقے سے انجام نہیں دے سکتے کیونکہ سیاسی استحکام اس وقت تک ممکن نہیں ہوسکتا جب تک کہ ملک کا معاشی نظام مستحکم نہ ہو۔ ماضی کے بڑے بڑے سیاسی انقلابات اس بات کے گواہ ہیں

کہ جس حکومت نے بھی معاشی مسائل کی طرف توجہ نہ دی عوام نے اس کا تختہ الٹ دیا اور موجودہ دور میں بھی مضبوط سیاسی راہنما وہی ہوسکتا ہے جو سیاسی سمجھ بوجھ کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ معاشی مسائل کی نوعیت کو سمجھنے اور ان کو حل کرنے کی اہلیت سے بھی بہرہ ور ہو۔

(۸) باہمی ہم آہنگی

اس علم کی بدولت کاروباری افراد میں ہم آہنگی پیدا ہوگی۔ یہ کاروباری افراد میں ہی نہیں بلکہ ممالک کے مابین بھی ہم آہنگی کا ذریعہ بنے گا اور ان کو شعور ہوگا کہ جس طرح ایک فرد دوسرے کاروباری افراد سے تعلق قائم کیے بغیر ترقی نہیں کرسکتا، بالکل اسی طرح کوئی ایک ملک دوسرے ممالک سے کٹ کر اپنی معاشی حالت کو بہتر طور پر قائم نہیں رکھ سکتا۔

(۹) مزدوروں کی راہنمائی

اسی علم کی بدولت مزدور اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے بہترین اقدامات کرسکتے ہیں اور وہ اپنی مختلف Trade Unions کا قیام عمل میں لا سکتے ہیں اور اپنی کی گئی محنت کا معقول معاوضہ حاصل کرسکتے ہیں۔

(۱۰) افلاس و غربت سے نجات

افلاس و غربت کی بڑی وجہ ملکی ذرائع و وسائل کے مقابلے میں ضروریات کا زائد ہونا ہے۔ اس صورتحال پر قابو پانے کے لئے معاشیات کے اصول و ضوابط بڑی مدد کرتے ہیں اور اس طرح ضروریات کا پلڑا وسائل کے برابر لاکر افلاس و غربت کا خاتمہ ممکن ہے۔

(۱۱) دولت کی مساویانہ تقسیم

ملکی سالمیت و استحکام کا ضامن صرف ایسا معاشی نظام ہوسکتا ہے جس میں ہر طبقہ کو بلا امتیاز معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے یکساں مواقع حاصل ہوں اور ملکی دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہونے کی بجائے زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچ جائے اور دولت کی اس تقسیم کے لئے معاشیات کے اصول بہترین راہنمائی مہیا کرتے ہیں۔

(۱۲) سرمایہ اور محنت میں توازن

سرمایہ اور محنت میں توازن برقرار رکھنا کسی بھی ملک کے معاشی استحکام و ترقی کے لئے بہت ضروری ہے۔ اگر سرمایہ اور محنت میں توازن برقرار نہ رہ پائے تو ملکی معیشت تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گی۔ ان دونوں میں توازن علم معاشیات کے اصولوں کی بدولت ہی قائم رہ سکتا ہے۔ گویا ان دونوں میں توازن کو قائم رکھنے کے لئے علم معاشیات کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔

(۱۳) بین الاقوامی معیشت سے واقفیت

اس علم کی بدولت بین الاقوامی معیشت سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ اسی بین الاقوامی معیشت کے تجربات سے ہم فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ سب کچھ علم معاشیات سے ہی ممکن ہے اور اسی کے ذریعے دنیا کے تمام کاروبار سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

(۱۴) اصول و نظریات سے واقفیت

معاشیات کا علم اصول و ضوابط اور نظریات کے متعلق واقفیت دلاتا ہے۔ یہ اصول و نظریات کاروباری دنیا میں ترقی کرنے میں کارگر ثابت ہوتے ہیں۔ اگر انہی اصول و نظریات کو مدنظر رکھ کر کاروبار چلایا جائے تو یقینی طور پر فائدہ اور ترقی حاصل ہو جائے گی۔